وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ (البقرة)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

تالیف

ڈاکٹر سیّد محمود قادری

- خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم
- خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب حیدر آبادی مدظلہ

چالیس اصلاحی مقالات

وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ، وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِO (البقرة ۱۰۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

تالیف

ڈاکٹر سیّد محمود قادری

۱) خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

۲) خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب حیدرآبادی مدظلہ

نامِ کتاب	:	**چالیس اصلاحی مقالات**
نام مؤلف	:	ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب
سنِ اشاعت	:	نومبر 2017
سیٹنگ	:	مولانا محمد شعیب اشاعتی بیجاپور
		9972302256
طباعت	:	
باراوّل	:	1000
ملنے کا پتہ	:	خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی، جامع مسجد روڈ بیجاپور۔

مفکر اسلام حضرت مولا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے چند باکمال مریدین جو دوسرے مشائخ کے مجاز بنے۔

۱) الحاج محی الدین منیری بھٹکل

خلیفہ حضرت شاہ محمد موسی مہاجر مدنی خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

۲) موسیٰ مولانا معین اللہ ندوی اندوری

خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری

۳) مولانا واضح رشید ندوی

خلیفہ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

۴) مولانا سید حمزہ حسنی ندوی خلیفہ حضرت صوفی محمد انعام لکھنوی و

خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری

۵) حضرت مولانا سلمان حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ و حضرت مولانا رابع حسنی ندوی صاحب

۶) حضرت مولانا سید بلال حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ و حضرت مولانا رابع حسنی ندوی صاحب

۷) ڈاکٹر سید محمود قادری بیجاپوری

خلیفہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی

رقم کردہ

محمود حسن حسنی ندوی۔ ۱۰ شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ۔ بمقام: مکان ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب بیجاپور۔

بسمہٖ تعالیٰ

عرض مولف

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے وصال کے بعد اس ناچیز کا اصلاحی تعلق مُحی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ سے قائم ہوا۔ حضرت اپنے علاج کے سلسلے میں بمبئ میں طویل قیام کرتے تھےاور آپ کی مجالس کا سلسلہ بھی وہیں چلتا۔ یہ ناچیز ملازمت سے رخصت لے کر آپ کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا۔ حاضرینِ مجلس کو اہم مضامین کے پرچے (پمفلٹس) تقسیم کیے جاتے تھے۔

دس سال قبل جب ناچیز کی اصلاحی مجالس کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ خیال آیا کہ اہم مضامین کے پمفلٹس جو کاغذ کے 1/4 سائز پر ایک ہی صفحے پر ہوں تیار کیے جائیں تاکہ زیراکس (Zerox) بنا کر دوسروں تک پہنچانے میں آسانی رہے۔

الحمدللہ کہ اہم ضروری مضامین پر مشتمل 1/4 سائز کے کئی پمفلٹس تیار ہوئے جن کو احباب نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ میری کتاب ''توفیقِ ایزدی'' کے اجراء کے بعد احباب کا تقاضہ ہوا کہ ان پمفلٹس کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ انتظار تھا کہ یہ چالیس ہوجائیں تو شائع کیے جائیں۔ بفضل تعالیٰ اس سال ان کی تعداد

چالیس کو پہنچی ہے۔شروع میں کتاب کو’’اربعین‘‘ کے نام سے شائع کرنے کا ارادہ تھا میری روحانی مربی حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم نے مجموعۂ احادیث جو’’اربعین‘‘ کے نام سے شائع ہوتی ہیں کے التباس سے بچنے کے لئے اس مجموعہ کا نام چالیس اصلاحی مقالات تجویز فرمایا جو کتاب کے بہت مناسب ہے۔

کتاب کے اکثر پمفلٹس میرے روحانی مربی حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ‘ کے ملاحظہ اور تصحیح کردہ ہیں۔اوران دو سالوں میں لکھے ہو حضرت کے خلیفہ مولانا شیر محمد صاحب مکرانی شیخ الحدیث جامع زکریا جوگواڑ گجرات کے ملاحظہ کردہ ہیں ۔حضرت مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب صدر مفتی ڈھابیل کی جب بیجاپور حاضری ہوئی تھی اس وقت ’’اجماعِ امت‘‘ پمفلٹ لکھا تھا جو حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔حضرت نے غور سے پڑھ کر فرمایا بہت صحیح لکھا ہے کوئی غلطی نہیں ہے۔حضرت مولانا ابوبکر غازی پوریؒ جب حیات تھے تو چند پمفلٹس آپ کی خدمت میں روانہ کئے گئے تھے۔جس کو پڑھ کر موصوف نے خوب سراہا تھا اور لکھا تھا کہ ہمارے علماء اس کے زیراکس بنا کر لے جارہے ہیں۔

ان پمفلٹس کی تیاری میں میرے پیش نظر یہ بات رہی ہے کہ اہم اور ضروری مضامین تفاسیر قرآن،شروح احادیث اوراکابر کی کتابوں سے اِختصار اور

جامعیت کے ساتھ ایک صفحے میں پیش کئے جائیں۔ورنہ اِن عنوانات پر مستقل کتابیں لکھی جاسکتی ہیں بلکہ موجود ہیں۔

تبصرہ کے لئے ناچیز نے اپنے محترم بزرگ حضرت مولانا محمد عبداللہ قاسمی سپریم صدر رابط وفاق المدارس العربیہ مراٹھواڑہ اورنگ آباد سے گزارش کی۔حضرت موصوف نے ایک وقیع تبصرہ لکھ کر کتاب کی اہمیت کو دوبالا کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔(آمین)

حضرت مولانا شیر محمد صاحب مکرانی شیخ الحدیث جامع زکریا جوگواڑ گجرات، جو شروع ہی سے اس ناچیز پر مہربان رہے ہیں،آں موصوف نے مضامین کی تصحیح فرما کر اس ناچیز کو اطمینان بخشا اور کتاب پر ایک تقریظ بھی رقم فرمائی، اللہ تعالیٰ انہیں اس کی خوب جزا عطا فرمائے۔(آمین)

کتاب کی طباعت سے پہلے یہ ضروری تھا کہ مرشدی حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب مدظلہ' سے کلماتِ تبریک لکھائے جائیں ۔حضرت والا نے ضروری اصلاحات فرمائیں اور کتاب کے لئے موزوں نام تجویز فرمایا۔اللہ تعالیٰ آپ کے سائے کو ہم سب پر تادیر قائم رکھے۔(آمین)

میرے مخلص رفیق جناب محمد اقبال انعمدار صاحب (وظیفہ یاب نائب پرنسپل انجمن جونیر کالج بیجاپور) کتاب کے ہر مرحلے میں مشورے اور تعاون سے سرفراز فرماتے رہے۔اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ (آمین)

ناسپاسی ہوگی اگر میں جناب ڈاکٹر ظہیر الدین قریشی صاحب (پروفیسر انجمن ڈگری کالج بیجاپور) کا شکریہ ادا نہ کروں کہ موصوف نے بڑی باریک بینی سے اس کتاب کی تصحیح فرمائی۔ فجزاھم اللّٰہ خیرًا.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مضامین کو سالکین اور تمام برادرانِ اسلام کیلئے مفید بنائے اور اس کتاب کو ناچیز کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

فقیر الی اللہ

ڈاکٹر سید محمود قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

کلماتِ تبریک

از: **حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم**

آپ کے جمع فرمودہ مضامینِ مفیدہ کا جستہ جستہ مطالعہ کیا جسکو عوام وخواص سب کے لئے نفع بخش پایا۔ فجزاھم اللّٰہ ۔ ماشاءاللہ مضامین سابقہ میں کار آمد تھے۔ اللہ اس سے منتفع ہونے کی ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔ ہم سب کے لئے صحت وعافیت اور اپنی محبت ومعرفت کے حصول کے لئے دعا کرتے رہیں، اور یہ حقیر آپ کے لئے اور آپ کے برادرِ عزیز پروفیسر سید عبدالرزاق قادری صاحب کی صلاح وعافیت کے لئے دعا گو ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْہ' بِفَضْلِہ۔

والسلام

محمد قمر الزماں الہ آبادی

خادم دار المعارف الِاسلامیہ کریلی۔ الہ آباد

۳ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

۳۰ اپریل ۲۰۱۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تبصرہ

از: حضرت مولانا محمد عبداللہ قاسمی

(سپریم صدر رابطہ وفاق المدارس مراٹھواڑہ)

تمہید و تحمید:

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ (سورۃ الرحمٰن) جس کا سلیس ترجمہ یہ ہے، نیکی کا بدلہ نیکی کے علاوہ کیا کچھ اور بھی ہوسکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں ہوسکتا۔ احسان شناسی ضروری ہے۔ نعمت کی قدردانی ضروری ہے۔

اس تمہید کے بعد تحمید کے طور پر عرض ہے کہ شیخ وقت، پیر طریقت حضرت ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب مدظلہ۔ مقام شہر بیجاپور کرناٹک، خلیفہ ومجاز شیخ زماں حضرت مولانا قمرالزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی، اہلِ بیجاپور کے لئے خصوصاً اور اہلِ گلبرگہ اور دیگر قرب و جوار کے مقامات کے لئے عموماً ایک نعمت ہیں جو معالج جسمانی کے ساتھ معالج روحانی بھی ہیں۔

اس عظیم نعمت کی احسان شناسی کا اخلاقی فرض ہم سب پر عائد ہوتا ہے۔ اگر احسان شناسی نہ کی جائے تو یہ منفی عمل کفرانِ نعمت کے مصداق ہے۔ اس ارتکاب جرم سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ بافیض پیر طریقت حضرت سید ڈاکٹر محمود قادری صاحب مدظلہ کی حیات و خدمات کے مبارک و منور گوشوں

کا تذکرہ ہم سب کو اور ہمارے بعد آنے والوں کو کرنا چاہیئے۔

آپ کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے۔آپ نے سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا سید ابرارالحق ہردوئیؒ اور حضرت مولانا قمرالزماں صاحب الہ آبادی سے اصلاحی تعلق قائم کرکے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم سے بھی لقا اور تکلم کا شرف حاصل کیا ہے۔ملک کے مشاہیر اکابر اور علمائے دین کی نظرِ التفات نے آپ کے مقام کو بلند کیا ہے، مختلف جہتوں اور نسبتوں نے آپ کے علمی اور روحانی اعتماد اور اعتبار کو مسلم قرار دیا ہے۔

اس عظیم المرتبت شیخ طریقت کی خانقاہِ قادریہ بیجاپور کرناٹک میں حاضر ہونے، آپ کے بالکل قریب بیٹھنے، آپ کے بیان کو سننے اور آپ کے لطف وکرم سے محظوظ ہونے کا موقعہ مجھ کو نصیب ہوا ہے۔یہ شرف میرے لئے باعث سعادت اور عزوافتخار ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ جتنا کروں کم ہے۔

حضرت ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب کی مطبوعہ کتاب **''توفیق ایزدی''** کا جب میں نے از اول تا آخر مطالعہ کیا تو قلب پر حضرت کے تقدس کا نور محسوس کیا اور بے اختیار آپ کی حیات مبارکہ کا وہ گوشہ جو تحصیل علم اور مطالعہ اور جستجو سے متعلق ہے اس کو دوورقی (کتابچہ) میں ترتیب دے کر شائع کیا۔گویا حضرت کی نعمت شناسی کا اظہار کیا۔

آج میری یہ خوش قسمتی ہے کہ پیر طریقت حضرت ڈاکٹر سید محمود قادری

صاحب مدظلہ کے ارشاد پر آپ کی تازہ تصنیف ''چالیس اصلاحی مقالات'' پر تبصرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ کتاب کیا ہے؟ روحانی امراض کے علاج کا مطب ہے جس میں چالیس روحانی نسخہ ہیں جو آپ کے روحانی شیوخ اور مفتیان متین اور نباض علماء کے تصدیق کردہ ہیں۔

اب چالیس اصلاحی مقالات کی قدردانی اور احسان شناسی یہ ہے کہ مریدین خصوصاً طالبانِ طریقت عموماً اس کتاب کو خریدیں اور اس کا مطالعہ کریں۔ جب کبھی کوئی روحانی مرض لاحق ہو اس کا علاج اس کتاب کے ذریعے کریں انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

گو ڈاکٹر صاحب نے باضابطہ کسی معروف دینی درس گاہ میں داخل ہو کر سند فضیلت حاصل نہیں کی لیکن آپ کی پرجوش شوق علم کی وجہ سے کبھی تو آپ علمِ دین حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے منتخب کردہ ذی استعداد عالم دین کی خدمت میں پہنچے اور کبھی تو حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی لکھنو سے درخواست کر کے اپنے مکان میں ان کے منتخب کردہ عالم سے سیکھا۔ جب علم کی تشنگی مزید بڑھی تو آپ نے مصر کے عربی سیکھانے والے ارادے سے رابطہ قائم کیا اور مراسلاتی عربی کورس سے استفادہ کیا۔

کویت کے ریڈیو نشریات میں عربی صفوۃ التفاسیر کو خود مفسر کے زبانی سنی، ڈاکٹر محمود الطحان کی شرح بخاری بھی سنی۔ مختلف عنوانات پر تحقیقی مقالات، احادیث کی شرح، تجوید کی تعلیم، مشہور قراء کی تلاوت گھر بیٹھے ایک

دارلعلوم کی شکل میں ایک غیبی انتظام آپ کے لئے اللہ کی طرف سے تھا۔

عربی زبان کے صرف ونحو کی جدید وقدیم کی بے شمار کتابیں اور قرآنِ کریم کی دس مستند عربی واردو تفاسیر کا آپ نے مطالعہ کیا۔عربی زبان کی پانچ ڈکشنریاں آپ کے پاس موجود ہیں اور روزانہ دس سے بارہ گھنٹے مطالعہ کا معمول ہے۔جبکہ نئی نسل کے طلبہ وعلماء میں مطالعہ کا ذوق مفقود ہے۔اس لحاظ سے میرا ذاتی تاثر یہ ہے کہ پیرطریقت حضرت ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب مدظلہ کا نئی نسل کے اکثر فارغ التحصیل علماء کے مقابلے میں علم راسخ اورتازہ ہے اور قابلیت اورقبولیت میں آپ فائق نظر آتے ہیں۔

اس تذکرہ کا مقصد یہ ہے کہ جب صاحبِ کتاب **"چالیس اصلاحی مقالات"** کی علمی عظمت سامنے آئے گی تو کتاب کے مندرجات کی قدرو قیمت اورعظمت قلب میں پیدا ہوگی اور مطالعہ کی رغبت پیدا ہوگی اوراستفادہ کی توفیق نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صاحبِ کتاب **"چالیس اصلاحی مقالات"** کی رہنمائی کو قبول فرمائے اوردونوں جہاں میں خیروبرکت کا ذریعہ بنادے۔آمین یارب العالمین۔

از: حضرت مولانا محمد عبداللہ قاسمی

سپریم صدر رابطہ وفاق المدرس مراٹھواڑہ

اورنگ آباد۔(مہاراشٹر)

9-12-2016

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

تقریظ

از: حضرت مولانا شیر محمد صاحب مکرانی

(شیخ الحدیث جامعہ زکریا جوگواڑ، گجرات)

حامداً و مصلیاً و مسلماً، امابعد!

آج کے پرفتن دور میں جبکہ بے دینی وارتداد کی گرم ہوائیں چل رہی ہیں بقول مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (**ردۃ و لاابابکر لھا**) ارتداد پھیلا ہوا ہے جس کے لئے کوئی ابوبکر نظر نہیں آتا۔ دینی درد رکھنے والے اصحاب و احباب برابر شمع اسلامی کو فروزاں کرنے کی سعی مسلسل فرمارہے ہیں۔ ایسے میں جبکہ لوگوں میں اسلامیات کے مطالعہ کا ذوق دم توڑ رہا ہے، ایسے ہی مختصر و مفید مضامین کی ضرورت تھی جو دم توڑتے ہوئے معاشرہ میں دوبارہ حیات نو پیدا کریں۔ ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب کے یہ مضامین (**جو خیر الکلام ماقل ودل** کے مصداق ہیں) امید ہے کہ حیات اسلامی پیدا فرمائیں گے۔ بندہ نے بحمد اللہ ان مضامین کو من وعن پڑھا مصنف نے اپنی ترتیب کے اعتبار سے ایک صفحہ میں ایک اہم مضمون کو سمیٹ لیا ہے، نہایت مفید پایا۔

اللہ تعالیٰ ان مضامین سے امت کو خوب سے خوب استفادہ کی توفیق مرحمت فرما کر ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کو جن پر علماء امت واکابرین کی خاص

توجہات ہیں مزید خدمات کی توفیق نصیب فرمائے اور ان کے لئے دارین میں سعادت کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

حقیر شیر محمد مکرانی
خادم الحدیث الشریف جامعہ زکریا جوگواڑ

۷/ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

مطابق ۷/دسمبر ۲۰۱۶ء

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

(۱) دین کی اہم اور ضروری باتیں

اللہ تعالیٰ اور بندے کا صحیح تعلق:

اللہ تعالیٰ اور بندے کا صحیح تعلق کیا ہونا چاہیئے اس کو خود بندوں کے خالق و مالک نے اپنی کتاب میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ وہ تعلق عبادت اور بندگی کا ہے۔ چنانچہ سورۃ الذاریات کی آیت نمبر 56 میں ہے۔ **وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَلَاِنۡسَ اِلَّالِیَعۡبُدُوۡنِo**

ترجمہ: اور جنوں اور انسانوں کو دراصل میں نے اپنی بندگی ہی کیلئے پیدا کیا ہے۔

اصل بندگی یہ ہے کہ بندہ اپنے ایمان کو درست کرے اور پوری زندگی خدا اور اس کے رسول محمد ﷺ کے احکام کے مطابق بسر کرے۔ ایمان صحیح عقائد سے عبارت ہے۔ جس کا ایمان درست ہے اسی کی بندگی قبول ہے اور جس کا ایمان درست نہیں اس کی کوئی بندگی قبول نہیں۔ افسوس کہ امت کی کثیر تعداد عقائد کے بگاڑ میں مبتلا ہے۔ اسی طرح کسی بھی عمل کو بجالانے کے لئے اس کے شرعی احکام سے واقف ہونا ضروری ہے۔ مثلاً: نماز جو اولین فریضہ ہے اس کو ادا کرنے کیلئے اس کے احکام کو جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ اسی طرح دوسرے فرائض اور اعمال کا حال ہے۔

علم کی اہمیت:

عقائد اور اعمال کی درستگی کے لئے صحیح علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

حدیث: **عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ۔** (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

عقائد اور احکام کا علم جاننے کے لئے تعلیم السلام کے چار حصے (حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ)۔ مالا بدمنہ۔ ترجمہ (حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی)، عقید الطحاوی۔ ترجمہ (امام طحاویؒ) اور بہشتی زیور (حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کا مطالعہ کریں اور کچھ بات سمجھ میں نہ آئے تو علمائے ربانی کی طرف رجوع کیا کریں۔

اخلاص کی اہمیت:

علم اور عمل بغیر اخلاص کے اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتے۔ اخلاص یہ ہے کہ بندے ہر کام صرف اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کیلئے کریں اور اس کے علاوہ کوئی غرض اور مقصد نہ رکھیں۔ اخلاص مخلصین کی صحبت کے بغیر نہیں پیدا ہوتا۔ لہٰذا مخلصین اور صادقین سے تعلق اور رابطہ بھی ضروری ہے۔ انبیائے کرامؑ کے بعد

سارے انسانوں میں سب سے اعلیٰ طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ کیونکہ انہیں صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہے۔

اُمت کی تباہی کے اہم اسباب:

امت کی تباہی کے بے شمار اسباب میں سے تین نہایت ہی اہم اسباب ہیں۔

۱) گناہوں میں انہماک: جن باتوں اور کاموں کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ان کو کرنا اور جن باتوں کو بجالانے کا حکم دیا ہے ان کو نہ کرنا گناہ ہے۔ افسوس کہ امت کی اکثریت گناہ کبیرہ اور صغیرہ میں مبتلا ہے۔ مگر اس کو نہ علم ہے نہ احساس ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب الزواجر علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ)

۲) مساجد کا انتظام شرعی اصولوں کے مطابق نہ ہونا۔

(مجالس الابرار حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ)

۳) عربی مدارس کا انتظام بگڑ جانا۔ (مجالس الابرار حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ)

خلاصہ: مستند کتابوں اور علمائے ربانی کی صحبت میں رہ کر دین کا علم و عمل اور اخلاص سیکھیں۔ اور تباہی کے تمام اسباب سے بچنے کی کوشش کریں۔ وباللہ التوفیق۔

(۲) بے علمی ـــــــ ناواقفیت

دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے علم، قرآن اور سنت پر ہے۔علم کی مثال روشنی کی طرح ہے اور بے علمی و جہالت تاریکی ہے۔صراطِ مستقیم (سیدھا راستہ)علم کی روشنی میں طئے کیا جاسکتا ہے نہ کہ جاہلیت کی تاریکی میں۔

ارشاد باری تعالیٰ:

۱) سورۃ الزمر آیت نمبر: ۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوالْاَلْبَابِ o

ترجمہ: آپ پوچھیئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں؟ نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

۲) پہلی وحی جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی وہ سورۃ علق کی پانچ آیتیں ہیں۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَ كْرَمُ o الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ o

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے ساری کائنات پیدا کی، انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھو تمہارا رب بڑا اکرم کرنے والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

ارشاد نبی کریم ﷺ: عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ

فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَۃٍ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

ضروریات دین کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے:

دین کے بنیادی عقائد جس سے ایمان صحیح ہو اور اعمال جو بقدر استطاعت ہر شخص پر واجب ہوتے ہیں اور زندگی کے معاملات جن سے ہر فرد کا واسطہ پڑتا ہے، کے متعلق احکام اور مسائل کا جاننا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ اگر عقائد صحیح نہ ہوں تو ایمان صحیح نہ ہوگا۔ اور ایمان صحیح نہ ہو تو کوئی بندگی قبول نہیں ہوگی۔ اعمال اور معاملات کے احکام سے ناواقف رہ کر سخت غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ محنت اکارت اور گناہ لازم والی مثال صادق آتی ہے۔

ایک لطیفہ:

ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کی ریح خارج ہوگئی کسی نے کہا تیرا وضو ٹوٹ گیا ہے، بے وضو نماز نہیں ہوتی، اس نے پلٹ کر کہا۔ بارہا کردم وشد۔ کئی بار ایسا ہوا اور میں نے نماز پڑھی اور ہوگئی!! یہ ایک لطیفہ ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ عام طور پر لوگ بنیادی مسائل سے واقف نہیں ہیں۔ جب بتایا جاتا ہے تو ناراض ہو جاتے ہیں یا انکار پر اتر آتے ہیں!!! بعض لوگوں نے یہ اصول اپنا رکھا ہے کہ مسائل کو مت چھیڑو جیسا چل رہا ہے چلنے دو!! بعض لوگوں نے اپنی سمجھ سے بغیر دلیل کہ

باریک مسائل اور موٹے مسائل کی تقسیم کر رکھی ہے!!!

چند قابلِ توجہ مسائل:

۱) جو اعضاء وضو میں دھونے فرض ہیں ایک بال برابر جگہ سوکھی رہ جائے تو وضو نہیں ہوا۔

۲) کسی مقتدی نے امام کے پیچھے زبان سے تکبیرِ تحریمہ کہے بغیر ہاتھ باندھ لئے تو نماز میں داخل ہی نہیں ہوا۔ کیونکہ زبان سے تکبیر تحریمہ کہنا فرض ہے۔

۳) نماز کے دوران کسی نے مسجد میں لگے ہوئے کتبے زبان سے پڑھ لئے تو نماز فاسد ہوگئی۔

۴) بلاضرورت کھکھارنے سے نماز فاسد ہوگی۔

۵) جو قرآن نماز میں پڑھا جاتا ہے، غلط ۔۔۔۔لحن جلی سے پڑھا جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

تنبیہ: ضروریات دین کا علم حاصل کئے بغیر زندگی بسر کرنا بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ اپنے طور پر یا جاہل یا کم علم لوگوں سے پوچھنا غلط طریقہ کار ہے۔

حل: اللہ تعالیٰ نے بے علمی کا حل یہ رکھا ہے کہ۔ **فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** (سورۃ الانبیاء۔۷)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھ لیا کرو۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ **اِنَّمَا شَفَا الْعَیِّ السَّوَالُ (مشکوٰۃ)**
یعنی نہ جاننے والوں کا حل یہ ہے کہ جاننے والوں سے پوچھ لیا کریں۔ ائمہ اور فقہائے امت نے قرآن اور سنت کی روشنی میں تمام مسائل کا حل فراہم کر دیا ہے۔ مستند علماء اور مستند کتابوں کی طرف رجوع کرنا یہی صحیح طریقۂ کار ہے۔

(۳) گناہ کے اثرات

آج کل ہر کس و ناکس زندگی میں پریشانی و مصیبت، فکر و غم اور رنج و الم ہی کا شکوہ کرتا ہے۔ان سب کا اہم سبب ہمارے گناہ ہیں جس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی اللہ تعالیٰ نے سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر۳۰ میں صاف فرما دیا کہ

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيرٍ ٥

ترجمہ: اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے اور تمہارے بہت سے گناہ تو (اللہ تعالیٰ) معاف کر دیتے ہیں۔

گناہ کیا ہے؟:

جن باتوں اور کاموں کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے منع کیا ہے ان کو کرنا اور جن باتوں اور کاموں کو بجالانے کا حکم دیا ہے ان کو نہ کرنا گناہ ہے۔گناہ سے توبہ نہ کرنے پر آخرت کی زندگی میں سزا اور عذاب تو ہوگا مگر دنیا کی زندگی میں بے شمار مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چند اثرات کا ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱) **علم دین سے محرومی:** علمِ دین، جس پر صحیح عقیدے اور عمل کی بنیاد ہے بندہ محروم رہ جاتا ہے۔حضرت امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو نصیحت کی کہ اللہ نے تمہارے دل میں نور ڈالا ہے اسے گناہ کی ظلمت سے بجھا نہ دینا۔حدیث میں وارد

ہوا ہے کہ اِنَّ الْعَبْدَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقُ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهٗ یعنی بے شک آدمی گناہوں کے سبب سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔ رزق سے مراد مادّی رزق بھی ہے اور روحانی رزق بھی یعنی دین کا علم وفہم، عمل کی توفیق، تقویٰ اور طہارت وغیرہ ہے۔

۲) گناہ گار کو اللہ سے وحشت ہوتی ہے۔ کسی عارف نے فرمایا کہ جب گناہ تجھے وحشت میں ڈالے تو گناہ کو ترک کر کے اُنس حاصل کر۔

۳) گنہگار کو نیک لوگوں سے وحشت ہوتی ہے اور ان سے دور بھاگتا ہے۔ اس طرح ان سے استفادہ سے محروم رہتا ہے بلکہ برے لوگوں کے ساتھ ہوکر برائیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

۴) گناہ گار کے معاملات میں طرح طرح کے مشکلات اور دشواریاں پیش آتی ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے جب مجھ سے گناہ ہوجاتا ہے تو میں اس کا اثر اپنی بیوی، بچوں اور سواریوں میں محسوس کرتا ہوں۔

۵) گناہ گار کو اپنے دل میں خطرناک تاریکی محسوس ہوتی ہے۔

۶) گناہ کے اثرات سے آدمی کا دل، دماغ اور بدن کمزور ہوجاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: نیکی سے چہرے پر روشنی، قلب میں نور اور بدن میں قوت اور مخلوق میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ گناہ سے چہرے پر سیاہی، جسم میں کمزوری، رزق میں تنگی اور مخلوق میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۷) گناہ کے اثرات سے بندہ اطاعتِ الٰہی سے رک جاتا ہے اور یکے بعد دیگرے تمام عبادتیں چھوڑ کر سخت نافرمان بن جاتا ہے۔

۸) گناہ سے عمر گھٹتی اور اس کی برکتیں چھین لی جاتی ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے کہ نیکی سے عمر بڑھتی ہے اور فسق و فجور سے گھٹتی ہے۔

۹) ایک گناہ دوسرے گناہ کھینچ لانے کا سبب بنتا ہے یہاں تک کہ آدمی گناہوں میں گھر جاتا ہے اور گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے۔

۱۰) گناہ کرتے ہوئے توبہ کا ارادہ کمزور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

۱۱) گناہ کرتے کرتے گناہ کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اور اس کو برا نہیں سمجھتا جو خطرناک صورت حال ہے۔

۱۲) کھل کر گناہ کرنے والوں کے لئے توبہ اور معافی کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا کہ میری ساری امت کے لئے معافی ہے سوائے ان کے جو کھل کر گناہ کا اظہار کرنے والے ہیں۔

۱۳) گناہ کرنے والا پروردگارِ عالم کے نزدیک ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (سورہ الحج:۱۸)

ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔

۱۴) گناہوں کی نحوست سے بارش رک جاتی ہے تو زمین کے جانور اور حشرات

چلّا اٹھتے ہیں اور گنہگاروں پر لعنت کرتے ہیں۔

۱۵) گناہ سے عقل کمزور بلکہ غائب ہو جاتی ہے۔

۱۶) گناہ کی کثرت سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔

۱۷) پے در پے گناہ سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔

۱۸) بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے والوں پر اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

۱۹) گناہ کرنے سے بندہ فرشتوں کی دعا سے محروم رہ جاتا ہے۔

۲۰) گناہ کرنے سے زمین میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہوا، پانی ،پھل اور غلہ وغیرہ ناقص ہو جاتا ہے۔

۲۱) گناہ کرنے سے شرم وحیاء اور غیرتِ دین چلی جاتی ہے۔ بے غیرت آدمی کچھ بھی کر سکتا ہے۔

۲۲) گناہ کرنے سے اللہ کی عظمت دل سے نکل جاتی ہے۔

۲۳) مدح وشرف کے القاب کے بجائے مذمت وذلت کے خطاب ملتے ہیں۔

۲۴) گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں اور فرشتوں سے دوری ہو جاتی ہے۔

۲۵) گناہ کرنے سے قلب کا سکون اور اطمینان چلا جاتا ہے۔

۲۶) گناہ کرتے رہنے سے اللہ کی رحمت سے مایوسی ہو جاتی ہے اور بے توبہ مرتا ہے۔

۲۷) گناہ گار کے دل میں گناہ اس طرح بس جاتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ بھی اس کی زبان سے نہیں نکلتا۔

۲۸) گناہ گار کو اللہ تعالیٰ اس کے نفس سے غافل کر دیتے ہیں۔

۲۹) گناہ گار اللہ تعالیٰ کی مدافعت سے اور اہل ایمان اور فرشتوں کی رفاقت سے محروم ہو جاتا ہے۔

۳۰) گناہ سے اللہ اور بندے کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ گناہ قرب الٰہی کے لئے رُکاوٹ بن جاتا ہے۔

۳۱) گناہ گار کیلئے خیر و فلاح کے تمام اسباب بالخصوص فلاح آخرت کے اسباب بند ہو جاتے ہیں۔

۳۲) گناہ سے نفس ذلیل، حقیر اور ناپاک ہو جاتا ہے۔

۳۳) گناہ گار سے حق و باطل کی تمیز چلی جاتی ہے۔

(ماخوذ از دوائے شافی۔ علامہ ابن قیمؒ)

(۴) گناہ کبیرہ

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَائِرَ مَاتُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ وَ نُدْ خِلْکُمْ مُدْ خَلًا کَرِیْمًاo

ترجمہ: اگرتم بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تم کو روکا گیا ہے تو ہم تمہارے (چھوٹے) گناہ معاف کردیں گے، اور تمہیں عزت کے مقام (جنت) میں داخل کریں گے۔

آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں (۱) کبیرہ۔ بڑے گناہ (۲) صغیرہ۔ چھوٹے گناہ۔ جو شخص کبیرہ گناہ سے بچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ معاف کردیں گے۔ نیز نیک اعمال گناہ صغیرہ کا کفارہ بنتے ہیں۔

گناہ کبیرہ کی تعریف اور معانی:

شریعت میں جن گناہ پر جہنم کی وعید، لعنت، غضب اور شرعی حد (سزا) مقرر کی گئی ہے وہ گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں۔ نیز گناہ صغیرہ پر کوئی اصرار کرے، جرأت کرے اور بے باکی سے کرتا رہے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی کوئی نافرمانی چھوٹی نہیں ہوسکتی۔ محض دنیا اور آخرت کے نتائج کا لحاظ کرتے ہوئے کبیرہ اور صغیرہ کی تقسیم کی گئی ہے۔

گناہ کبیرہ کی تعداد حضرت امام ابن حجر مکیؒ نے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی کتاب ''زواجر'' میں 467 تک گنوائی ہے۔ کسی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ گناہ کبیرہ 7 ہیں تو آپؓ نے فرمایا نہیں 700 تک ہیں۔ گناہ کبیرہ بغیر توبہ اور استغفار کے معاف نہیں ہوتے۔

عام طور پر پائے جانے والے گناہ کبیرہ کی فہرست:

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں کسی زندے یا مرے ہوئے کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) ناحق کسی کو قتل کرنا۔ (۳) زنا کرنا۔ (۴) لواطت کرنا۔ ﴿مردوں کا مردوں کے ساتھ اپنی جنسی خواہش پورا کرنا﴾۔ (۵) چوری کرنا۔ (۶) جادو سیکھنا اور کرنا۔ (۷) شراب پینا اور کسی بھی نشہ کی چیز کا استعمال کرنا۔ (۸) محارم یعنی ماں بہن یا بیٹی سے نکاح کرنا (۹) جانوروں سے بدفعلی کرنا۔ (۱۰) مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے جنسی خواہش کا پورا کرنا (۱۱) باوجود شرائط کے ہجرت و جہاد ترک کرنا۔ (۱۲) ناپ تول میں خیانت کرنا۔ (۱۳) نمازوں کو وقت پر ادا نہ کرنا۔ (۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا۔ (۱۵) اللہ، رسول، قرآن، فرشتوں یا کسی دین کی بات کا مزاق کرنا۔ (۱۶) فرائض پر عمل نہ کرنا۔ (۱۷) صحابہؓ یا کسی صحابیؓ کو برا کہنا۔ (۱۸) جھوٹی گواہی دینا۔ (۱۹) گواہی کو چھپانا۔ (۲۰) میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈالنا۔ (۲۱) اسراف (فضول خرچی) کرنا۔ (۲۲) رہزنی (ڈاکا)

کرنا (۲۳) زمین میں فتنہ اور فساد پھیلانا۔ (۲۴) کسی کو گناہ کی ترغیب دینا یا گناہ میں تعاون کرنا۔ (۲۵) بخل کرنا کہ واجبات کے ادا کرنے سے قاصر رہے۔ (۲۶) آلات موسیقی سے شغل رکھنا۔ (۲۷) ستر کھولنا۔ (۲۸) خودکشی کرنا۔ (۲۹) اپنے بدن کے کسی عضو کو ضائع کرنا۔ (۳۰) اپنے امیر کی معروف باتوں میں نافرمانی اور عہد شکنی کرنا۔ (۳۱) کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ (۳۲) میت پر نوحہ کرنا۔ (۳۳) اپنے محسن کی احسان فراموشی کرنا۔ (۳۴) کسی کو خصی کرنا۔ (۳۵) حدود حرم میں ایسے کام کرنا جن کی ممانعت ہے۔ (۳۶) نرد یا تاش کھیلنا (۳۷) ایک سے زائد بیویاں ہوں تو عدل نہ کرنا۔ (۳۸) جلق کرنا (مشت زنی، ہاتھ سے منی نکالنا)۔ (۳۹) حائضہ سے ہمبستری کرنا۔ (۴۰) دشمنانِ دین سے دوستی اور تعلق رکھنا۔ (۴۱) خنزیز اور اور مردار کے گوشت کا استعمال کرنا۔

(۴۲) نجومی اور کاہن کی تصدیق کرنا۔ (۴۳) ناحق کسی کا مال ہڑپ کرنا۔ (۴۴) پاک باز مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔ (۴۵) قطع تعلق کرنا۔ (۴۶) ماں باپ کو ستانا اور معروف باتوں میں ان کی نافرمانی کرنا۔ (۴۷) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔ (۴۸) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونا۔ (۴۹) امرد (وہ لڑکا جس کی داڑھی مونچھ نہیں نکلیں) پر بری نظر رکھنا۔ (۵۰) باوجود قدرت کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرنا۔ (۵۱) قرآن پڑھنے کے بعد بھلا دینا۔ (۵۲) جانوروں کو آگ میں جلانا۔ (۵۳) عورت کا بغیر شرعی عذر کے شوہر کی

نافرمانی کرنا(۵۴) مرد کا عورت پر ظلم کرنا۔(۵۵) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا۔(۵۶) اللہ کے عذاب سے نڈر ہونا۔(۵۷) علمائے دین کی توہین اور تحقیر کرنا۔(۵۸) حقارت سے کسی پر ہنسنا(۵۹) طعن کرنا(۶۰) برے لقب سے پکارنا۔(۶۱) بدگمانی کرنا۔ (۶۲) کسی کا عیب تلاش کرنا۔(۶۳) کسی کی غیبت کرنا۔(۶۴) کسی کو بلا وجہ برا بھلا کہنا۔(۶۵) چغلی کھانا۔(۶۶) دھوکا دینا۔ (۶۷) عار دلانا۔ (۶۸) کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ (۶۹) تکبر کرنا۔ (۷۰) فخر کرنا۔ (۷۱) قدرت کے باوجود ضرورت مند کی مدد نہ کرنا۔ (۷۲) کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ (۷۳) کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔ (۷۴) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ (۷۵) بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ (۷۶) بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا۔(۷۷) دنیاوی سبب سے تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑنا۔(۷۸) کسی جاندار کی تصویر بنانا۔(۷۹) کسی کی زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا۔(۸۰) ہٹے کٹے ہو کر بھیک مانگنا۔ (۸۱) داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کتروانا۔ (۸۲) کافروں اور فاسقوں کا لباس پہننا۔ (۸۳) مردوں کا عورتوں کے لباس پہننا۔(۸۴) عورتوں کا مردوں کے لباس پہننا۔ (۸۵) دیوثی کرنا (دیوث وہ شخص ہے جس کی بیوی بدکاری کر رہی ہے اور وہ اس کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر رہا ہے) ۔(۸۶) یتیم کا مال کھانا۔ (۸۷) جھوٹی قسم کھانا۔ (۸۸) رشوت دینا۔ (۸۹) رشوت لینا۔ (۹۰) رشوت کے معاملے میں پڑنا

(۹۱) جوا کھیلنا۔ (۹۲) ظلم کرنا۔(۹۳) کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا۔
(۹۴) سود دینا۔ (۹۵) سود لینا۔ (۹۶) سود کا لکھنا۔ (۹۷) سود پر گواہ بننا۔
(۹۸) امانت میں خیانت کرنا۔ (۹۹) جھوٹ بولنا۔(۱۰۰) وعدہ خلافی کرنا۔

(ماخوذ از: مظاہر حق اور اصلاحی نصاب)

(۵) ہدایت کیسے ملتی ہے اور کون گمراہ ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید وفرقان حمید سراپا ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جہاں راہِ ہدایت واضح کر دی ہے وہیں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ کن لوگوں کو ہدایت ملتی ہے اور کون ہدایت سے محروم رہتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت۔

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سورۃ ابراہیم۔۴)

ترجمہ: پس اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ بہت زبردست ہے اور ساری حکمتوں کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کے مفہوم کو لے کر بعض لوگ ہدایت اور ضلالت کی پوری ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ڈال کر بڑے معصوم بن جاتے ہیں۔ حالانکہ انہی آیت کے سیاق وسباق میں یعنی آگے پیچھے اللہ تعالیٰ نے وہ اصول بیان فرمائے ہیں۔ جس کے ذریعہ ایک فرد کو ہدایت سے نوازا جاتا ہے اور دوسرے کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

ہدایت پانے کے اصول:

۱) اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہدایت دیتے ہیں جو ہدایت کی سچی طلب اور تڑپ لے کر اللہ کی طرف رجوع کرے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَ يَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ○ (سورۃ الرعد۔۲۷)

ترجمہ: کہہ دیجئے بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو ہدایت کیلئے اس کی طرف رجوع کرے۔

۲) اَللّٰهُ يَجۡتَبِیۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِیۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ ؀

(سورۃ الشوریٰ۔۱۳)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف چن لیتا اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو ہدایت کے لئے اس کی طرف رجوع کرے۔

۳) اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں۔تقویٰ اللہ سے ڈر کر اس کی تمام نافرمانیوں سے بچنا اور پوری طرح فرماں برداری کرنا ہے۔قرآن میں بعض مقام پر تفصیل کے ساتھ اور بعض مقام پر اختصار کے ساتھ متقی لوگوں کے صفات بیان کئے ہیں۔

چنانچہ (سورۃ البقرہ:۲تا۵) میں جامع طریقے پر متقیوں کے صفات بیان کئے گئے ہیں۔

هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ؀ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؀ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ؀ اُولٰٓئِکَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ؀

ترجمہ: قرآن ہدایت ہے متقی لوگوں کیلئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو بھی ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔اور یہ

وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو آپ ﷺ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۴) اللہ تعالیٰ اپنے رضا کے طالب کو ہدایت دیتے ہیں جو شخص اپنے اغراض و مقاصد، نیّات و مضمرات، اپنے عقائد، اعمال، اخلاق اور جملہ امور میں اللہ کی رضا پر چلے گا اللہ اس کے لئے ہدایت کی راہیں ہموار کردیں گے۔

يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍO (سورۃ المائدہ۔۱۶)

ترجمہ: (نور اور کتابِ مبین کے ذریعہ) جو اللہ کی رضا کا تابع ہوگا اللہ اسے سلامتی کے راہیں دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے (گمراہی) کے اندھیروں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی میں لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

(۶) ضلالت کے اصول

گمراہ کون ہوتا ہے؟

1) اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ○

(سورة الصف:۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فسق کے معنی کھجور کا چھلکے سے باہر نکلنا ہے۔ اسی سے شریعت کے حدود سے باہر نکلنے والے کو فاسق کہا جاتا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی نافرمانی فسق میں شامل ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ آیت۔ ۲۶ اور ۲۷ میں۔ وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِیۡنَ○ الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَھۡدَاللّٰہِ مِنۡ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَیَقۡطَعُوۡنَ مَاۤاَمَرَاللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ○

ترجمہ: (اس مثال سے اللہ) گمراہ نہیں کرتا مگر فاسقوں کو جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور ان تعلقات کو توڑتے ہیں جن کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو پوری طرح نقصان اٹھانے والے ہیں۔

2) اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ○

(سورة الصف:۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ظلم کے معنی کسی شئے کو اس کو اصل مقام سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھنا ہے۔اسی سے ہر ناانصافی وکوتاہی، ہر زیادتی وتجاوز اور لغزش ظلم میں شامل ہیں۔

ظلم کی تین قسمیں ہیں:

i) ایک ظلم وہ ہے جو انسان اللہ کے حق میں کرے جیسے شرک، کفر اور نفاق وغیرہ۔

ii) دوسرا ظلم جو ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ کرے۔

iii) تیسرا ظلم جو ایک انسان خود اپنے نفس پر کرے۔

۳) اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔وَ اللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَo (سورۃ التوبہ:۳۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کفر کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں، اصطلاح شریعت کی کسی بات کا انکار کرنے کو کفر کہتے ہیں اور کبھی ناشکری کے معنی میں بھی اسکا استعمال ہوتا ہے۔

۴) اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ہدایت نہیں دیتا۔اِنَّ اللّٰـہَ لَا یَھۡدِیۡ مَنۡ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌo (سورۃ الزمر:۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتے جو جھوٹا اور حق کو نہ ماننے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِیۡ مَنۡ ھُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌo (سورۃ مومن:۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں کرتے جو حد سے گذرنے والا اور

بہت جھوٹا ہے۔

خلاصہ: وہ اصول جن پر ہدایت پانے کا مدار ہے اور وہ صفات جس کی بنیاد پر انسان گمراہ ہوتا ہے سب اختیاری ہیں۔لہٰذا گمراہ ہونے والوں کے صفات سے پوری طرح بچ کر ہدایت کے اصول کو کوئی بندہ اپنائے گا تو انشاءاللہ۔اللہ تعالیٰ ضرور اس کو ہدایت دیں گے۔ **وَمَا تَوۡفِیۡقِی اِلَّا بِاللّٰهِ**

(۷) امت کی گمراہی کا ایک اہم سبب

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت نے نہ صرف ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے واضح کیا ہے بلکہ یہ بھی صاف واضح کردیا ہے کہ ہدایت کس کو ملتی ہے اور کون گمراہ ہوتا ہے۔ نمونے کے طور پر چند آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱) وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَo (سورة البقره: ۲۶)

ترجمہ: اور (اللہ) گمراہ نہیں کرتا مگر فاسق لوگوں کو۔

۲) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَo

(سورة المائده: ۱۰۸، التوبه: ۸۰، الصف: ۵)

ترجمہ: اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَo (سورة المنافقون: ۶)

ترجمہ: بے شک اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۴) بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِ يْمَانِo (سورة الحجرات: ۱۱)

ترجمہ: ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُرا ہے۔

فِسق کے معنی:

فسق کا لغوی معنی کھجور کا چھلکے سے الگ ہونا ہے۔ دین کی اصطلاح میں

فسق سے مراد شریعت سے نکل جانا، حدود الٰہی سے تجاوز کرنا اور کسی بھی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنا۔ یہ گناہ کے کام اگر پوشیدہ طور پر انجام دیں تو فسق ہے اور اعلانیہ کئے جائیں تو فجور ہے۔

امت کے حالات کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ایک بڑی تعداد الحاد و بد دینی، کفر و شرک، نفاق و بدعات کا شکار ہے۔ اس کا فوری اور اصلی سبب ان کا اطمینان کے ساتھ فسق و فجور میں مبتلا رہنا ہے۔ کیونکہ کہ اصول یہی ہے کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کو کھینچ کر لاتا ہے۔ مزید تحقیق سے اس کے اندرونی وجوہات بے علمی، جہالت، دنیا پرستی اور آخرت سے غفلت وغیرہ ہیں۔ بد قسمتی سے اس زمانے میں بے شمار فرقوں نے سر اٹھا رکھا ہے۔ عوام الناس حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتے کیونکہ باطل حق کا لباس پہن کر آتا ہے۔ اور فسق و فجور میں مبتلا رہنے کی وجہ سے حق و باطل کی تمیز چلی جاتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی وعید:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ اُمَّتِیْ مَعَا فًا اِلَّا لْمُجَاهِرُوْنَ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: میرا ہر امتی قابل معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو علانیہ اور کھل کر گناہ کرتے ہیں۔

کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، داڑھی کا منڈوانا اور ایک مشت سے کم

کتر وانا یہ علانیہ گناہ ہیں۔اس کے علاوہ پوشیدہ اور علانیہ بے شمار کبیرہ گناہ ہیں۔
ان کی تفصیل کیلئے ناچیز کا مرتب کردہ پرچہ۔گناہ کبیرہ۔ملاحظہ کریں۔

علمائے ربّانی کی طرف سے کوئی حق بات آتی ہے تو فاسق وفاجر بِدکتے ہیں اور حق کو دفع کرنے پرآمادہ ہوجاتے ہیں۔جب موت آتی ہے تو موت کے قریب شیطان کوفریب دینے کا خوب موقع ملتا ہے جوانہیں گمراہ کر کے چھوڑتا ہے انجام کاران کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔

تنبیہ:

آج اور ابھی سارے گناہوں کو چھوڑ دیجئے ورنہ فسق و فجور کی وجہ سے ہدایت کا دروازہ بند ہوجائے گا۔اور شیطان کا فریب آپ پر چل جائے گا اور ایمان سے محرومی پر خاتمہ ہوگا۔

(۸) اعمال کی روح۔ (اخلاص)

ہر چیز کا ایک جو ہر اور مغز ہوتا ہے جس کے بغیر وہ شئے بے معنی اور بے فائدہ ہوتی ہے۔ بغیر روح کے کوئی جاندار اپنی ہستی باقی نہیں رکھ سکتا۔ انسان کی روح نکل جائے تو اس کے متعلقین جلد از جلد دفن کر کے یا جلا کر اس سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اعمال کی بھی روح ہے جس کے بغیر ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

اعمال کی روح اخلاص ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ الزمر آیت ۲ میں فرماتے ہیں کہ اِنَّـآ اَنْـزَلْـنَـا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِا لْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَo

ترجمہ: بے شک ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب آپ کی طرف نازل کی ہے۔ پس آپ خالص اللہ کی فرمابرداری مدِنظر رکھ کر عبادت کیجئے۔

صحیح بخاری کی پہلی حدیث:

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو سب سے پہلے جس حدیث سے شروع کیا ہے وہ اخلاص سے متعلق ہے۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِالنِّیَاتِ وَاِنَّـمَـا لِاِ مْـرِ ءٍ مَـا نَـوٰی فَـمَـنْ کَـانَـتْ هِـجْـرَتُـہٗ اِلَی اللّٰـہِ وَرَسُوْلِـہٖ

فَهِجْرَتُه‘ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُه‘ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُه‘ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سارے اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی، پس جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لئے ہوگی اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہوگی جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔

اخلاص کیا ہے؟

تمام اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہو یا دین کا علم سیکھنا یا سکھانا، دینی کتابوں کی تصنیف و تالیف ہو یا تبلیغ و دعوت دین کا کام ہو، اعلائے کلمۃ اللہ و جہاد فی سبیل اللہ ہو یا اصلاح معاشرہ وغیرہ کے کام ہوں سب کو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انجام دینا چاہیئے۔ اس کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں رکھنی چاہیئے۔ یہی اخلاص ہے جو سارے اعمال کی روح ہے۔

بغیر اخلاص کے کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا:

عَنْ اَبِىْ اُمَامَهَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَه‘ خَالِصًا وَابْتُغِىَ بِهٖ وَجْهُه‘ (ابوداؤد، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسی عمل کو قبول کرتا ہے جو صرف اُس کیلئے کیا گیا ہو اور اس میں صرف اِسی کی رضا اور خوشنودی مقصود ہو۔

بغیر اخلاص کے کیا ہوا عمل جہنم کے خطرناک گڑھے میں داخل ہونے کا سبب بنے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّدْخُلُهَا قَالَ اَلْقُرَّآءُ الْمُرَآءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ (رواہ ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ "جُبُّ الحزن" (رنج و غم کے کنواں) سے پناہ مانگا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جُبُّ الحزن کیا ہے؟ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا یہ جہنم کی وہ وادی ہے جس سے جہنم بھی ہر روز 400 مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا گیا، یا رسول ﷺ اس میں کون داخل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دین کا علم پڑھنے والے جو دکھانے کیلئے اعمال کرتے ہیں۔

اخلاص پیدا کرنے کے طریقے:

۱) **صفات الٰہی کو دل دماغ میں مظبوطی سے جمالینا:** ایک متفق علیہ حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ کے 99 نام ہیں۔ یعنی 100 میں سے ایک کم جس نے ان کو یاد رکھا

جنت میں داخل ہوگا۔

۲) آخرت میں خدا کے حضور پیشی کا استحضار: اللہ تعالیٰ سورۃ حشر کی آیت 18 میں فرماتے ہیں ۔اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہر نفس کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کل کیلئے کیا بھیجا ہے ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے سارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔

۳) صحبت صالحین ومصلحین: صحبتِ نبی ﷺ کی بدولت صحابہ کرامؓ میں اخلاص پیدا ہوا تھا اور وہ اخلاص کے اس مقام پر فائز تھے کہ اللہ رسول ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا- اگر تم میں کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں دے تو میرے صحابیؓ کے مد یا آدھے مد کو نہیں پہنچ سکتا۔ سورۃ توبہ آیت نمبر 119 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔

تنبیہ: بغیر اخلاص کے کیا ہوا نیک عمل آدمی کو جہنم کے خطرناک گڑھے میں لے جائے گا۔

خلاصہ: شریعت کے ضابطے کے مطابق عمل کرتے ہوئے اخلاص کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۹) حجاج کرام کے لئے قابل توجہ امور

حج ایک جامع عبادت ہے اس کی ادائیگی کے ذریعے ایک مسلمان کو کامل مسلمان بنانا بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سچا عاشق و محبّ بنانا مقصود ہے۔ پکا اور سچا مسلمان بننا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی چھوڑے بغیر ممکن نہیں ہے۔ عازمین حج کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کریں۔ جو گناہ اللہ کے بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں ان کو ادا کریں یا معاف کروالیں۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَ هُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور حجِ مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

حج مبرور وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ بعض کا قول ہے حجِ مقبول کا نام حج مبرور ہے۔ بعض کے نزدیک جس حج میں ریا، نام و نمود نہ ہو وہ حج مبرور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جس حج کے بعد گناہ چھوٹ جائیں وہ حج مبرور ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جس حج کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت

کی طرف رغبت ہو جائے وہ حج مبرور ہے۔

حدیث: **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَہؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْه' اُمُّه'** (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کی خوشنودی کیلئے حج کیا اور شہوانی کام اور اس کے تذکرے اور دیگر تمام گناہ سے بچا رہا وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز پاک تھا۔

تنبیہ:

معلوم ہو کہ حرم کی ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح وہاں کا ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ہوتا ہے۔ بلکہ گناہ کے ارادے پر بھی سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (سوره الحج: ۲۵)

ترجمہ: اور جو کوئی اس میں (حرم شریف میں) ظلم کے ساتھ بے دینی کے کام کا ارادہ کرے تو ہم اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

اکثر مفسرین نے الحاد کا عام معنی مراد لیا ہے جس میں ہر گناہ داخل ہے لغت میں بھی الحاد کے معنی سیدھے راستے سے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ جو چیزیں شریعت میں ناجائز ہیں سبھی جگہ گناہ اور موجب عذاب ہیں لیکن حرم کی تخصیص کی

وجہ یہ ہے کہ جس طرح حرم میں نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے اس طرح گناہ کا عذاب بھی بڑھ جاتا ہے۔

گناہِ کبیرہ کی مختصر فہرست دی جارہی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بغیر توبہ کے بھی معاف کریں۔

(۱) حقارت سے کسی پر ہنسنا۔ (۲) طعن کرنا۔ (۳) برے لقب سے پکارنا۔ (۴) بدگمانی کرنا۔ (۵) کسی کا عیب تلاش کرنا۔ (۶) کسی کی غیبت کرنا۔ (۷) کسی کو بلا وجہ برا بھلا کہنا۔ (۸) چغلی کھانا (۹) دھوکا دینا (۱۰) عار دلانا۔ (۱۱) کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ (۱۲) تکبر کرنا۔ (۱۳) فخر کرنا۔ (۱۴) ضرورت مند کی باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔ (۱۵) کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ (۱۶) کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔ (۱۷) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ (۱۸) بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ (۱۹) بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا (۲۰) دنیاوی سبب سے تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑنا۔ (۲۱) کسی جاندار کی تصویر بنانا۔ (۲۲) کسی کی زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا۔ (۲۳) ہٹے کٹے ہوکر بھیک مانگنا۔ (۲۴) داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کتروانا۔ (۲۵) کافروں اور فاسقوں کا لباس پہننا۔ (۲۶) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا۔

(۲۷) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا۔ (۲۸) بدکاری کرنا۔(۲۹) چوری کرنا۔
(۳۰) ڈکیتی ڈالنا۔(۳۱) جھوٹی گواہی دینا۔ (۳۲) یتیم کا مال کھانا۔
(۳۳) ماں باپ کی نافرمانی کرنا اوران کو تکلیف دینا۔ (۳۴) ناحق کسی کو قتل
کرنا۔(۳۵) جھوٹی قسم کھانا۔(۳۶) رشوت دینا۔ (۳۷) رشوت لینا۔
(۳۸) رشوت کے معاملے میں پڑنا۔ (۳۹) شراب پینا۔ (۴۰) جوا کھیلنا۔
(۴۱) ظلم کرنا۔(۴۲) کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا۔ (۴۳) سود دینا۔
(۴۴) سود لینا۔ (۴۵) سود کا لکھنا۔(۴۶) سود پر گواہ بننا۔(۴۷) امانت میں
خیانت کرنا۔(۴۸) ناپ تول میں خیانت کرنا۔ (۴۹) جھوٹ بولنا۔
(۵۰) وعدہ خلافی کرنا۔

(ماخوذ از: مظاہر حق اور اصلاحی نصاب)

اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ تمام عازمین حج کو حجِ مبرور نصیب فرمائے۔۔آمین۔

(۱۰) ظاہر کی اہمیت

یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں عالمِ مادی ہے۔ جسے عالم ناسوت بھی کہتے ہیں۔ یہاں پہلے کسی چیز کا مادہ اور ظاہری نقش وجود میں آتا ہے پھر اس میں اس کی روح اور حقیقت پیدا کی جاتی ہے۔ ماں کے پیٹ میں پہلے نطفہ، علقہ اور مضغہ چار ماہ رہتے ہیں پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ عالمِ بالا میں بھی حضرت آدمؑ کا پہلے جسدِ خاکی تیار کیا گیا پھر اس میں روح پھونکی گئی۔ اسی سے کسی شئے کے ظاہر وجود کی اہمیت کیا ہے واضح ہوجاتی ہے۔ اس عالم میں کسی شئے کی روح اور حقیقت ظاہری جسد کی محتاج ہے۔ جسد ظاہری کے بغیر روح اور حقیقت قرار پذیر نہیں ہوسکتے۔ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ اسی طرح دین کے تمام احکام ہیں۔ اس دنیا میں فیصلے بھی ظاہر کی بنیاد پر ہی کئے جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: نَحْنُ نَحْكُمُ بِظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّے السَّرَائِرَ.

ترجمہ: ہم ظاہر پر ہی حکم لگاتے ہیں اور باطن اللہ کے حوالے ہے۔

منافقین ایمان کے ظاہری اقرار کی وجہ اسلامی معاشرے میں محفوظ تھے۔

دین کے احکام میں ظاہر کا مقام:

۱) گناہ ظاہری اور باطنی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَه‘ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ

الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا کَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ۝ (سورۃ انعام:۱۲۰)

ترجمہ: تم ظاہری گناہ چھوڑ دو اور باطنی بھی، جو لوگ گناہ کر رہے ہیں عن قریب اپنے کئے کی سزا پا کر رہیں گے۔

۲) نماز کی حقیقت ذکر اللہ ہے:

نماز کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاَقِمُ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۝

(سورۃ طہٰ:۱۴)

ترجمہ: اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو۔

اگر کوئی نماز کے ظاہری شرائط، ارکان و آداب ادا نہ کرے اور صرف بیٹھ کر اللہ کو یاد کرے تو کیا نماز ادا ہو جائے گی؟ جیسے کے باطنی فرقوں نے کیا۔

۳) روزے کا مقصد حصول تقویٰ ہے: اگر کوئی روزے کے ظاہری شرائط (کھانا، پینا، جماع ترک نہ کرے) کا لحاظ نہ کرے تو ہرگز اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

۴) حج جو ایک جامع عبادت ہے اس کے ظاہری قیود و شرائط تو بہت ہیں جس کو بجالائے بغیر حج ادا کرنا ممکن نہیں۔

۵) قربانی کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط (سورہ الحج۔۳۷)

ترجمہ: قربانی کے جانور کا گوشت اور خون ہرگز اللہ کی بارگاہ تک نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقویٰ اللہ تک پہنچتا ہے۔

اگر کوئی شخص قربانی کا جانور ذبح نہ کرے بلکہ قربانی کے جانور کی رقم خیرات کر دے تو وہ قربانی کی روح کو ہرگز حاصل نہیں کر سکے گا۔

۶) ذکر اللہ کے تعلق سے آتا ہے کہ ذکر تو اصل میں دل کی یاد کو کہتے ہیں مگر زبانی ذکر بھی بہت اہم ہے۔ کسی نے تکبیرِ تحریمہ صرف دل میں کہی اور زبان سے نہ کہی تو وہ نماز میں داخل ہی نہیں ہوا۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میری یاد سے ہلتے ہیں۔

دنیاوی معاملات میں ظاہر کی رعایت:

۱) پھل ترکاریاں اناج وغیرہ ظاہری شکل سے اندازہ کر کے ہی خریدتے ہیں کہ یہ کس صفات کے حامل ہیں۔

۲) مرد اور عورت کی جنس بھی ظاہری علامتوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔

۳) پولیس کے محکمے اور ڈاک کے محکمے کا آدمی اپنے لباس ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ ہر محکمے کے لوگ اپنا امتیازی لباس اور شعار مقرر کرتے ہیں۔

تنبیہ: ظاہری چیزوں سے غفلت دراصل باطن سے غفلت کی علامت ہے۔ بالخصوص دین کے معاملات میں۔

خلاصہ: دین پر صحیح عمل کرنے کیلئے اس کے ظاہر کو پوری قیود و شرائط کے ساتھ انجام دے کر ہی مطلوبہ روح پیدا کی جاسکتی ہے۔صورت نیکوں کی اختیار کرنا چاہیئے سیرت اللہ تعالیٰ درست کر دیں گے کیونکہ وہ وہّاب وفیّاض ہیں۔سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کر کے یہ دعا کرنی چاہیے۔

؎ تیرے محبوب کی شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

(۱۱) اِجماعِ امت کی اہمیت اور مسئلۂ تراویح

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝

(سورۃ النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص بھی جس پر سیدھی راہ واضح ہونے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کرے تو ہم جو راہ اس نے اختیار کی ہے اسے اسی کے حوالے کریں گے اور ہم اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

اِجماعِ امت حجت ہے: اس آیت میں دو چیزوں کا جرمِ عظیم اور دخول جہنم کا سبب ہونا بیان فرمایا ہے۔ ایک مخالفت رسول ﷺ، اور یہ ظاہر ہے کہ مخالفت رسول ﷺ کفر اور وبال عظیم ہے۔ دوسرا جس کام پر سب مسلمان متفق ہوں اس کو چھوڑ کر ان کے خلاف کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجماع امت حجت ہے۔ یعنی جس طرح قرآن وحدیث کے بیان کردہ احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اسی طرح امت کا اتفاق جس چیز پر ہو جائے اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور اس کی مخالفت گناہ عظیم ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔ **یداللہ علی الجماعتہ من شذ شذ فی النار۔** یعنی

جماعت کے سر پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور جو شخص جماعت مسلمین سے علیحدہ ہوگا وہ علیحدہ کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حضرت امام شافعیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا اجماع امت حجت ہونے کی کوئی دلیل قرآن مجید میں ہے؟ آپ نے قرآن سے دلیل معلوم کرنے کیلئے تین روز تک مسلسل قرآن مجید کی تلاوت کا معمول بنایا۔ ہر روز دن میں تین مرتبہ اور رات میں تین مرتبہ پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ بالآخر یہی مذکورہ بالا آیت ذہن میں آئی اور اس کو علماء کے سامنے بیان کیا تو سب نے اقرار کیا کہ اجماع امت کی حجّیت پر یہ دلیل کافی ہے۔ (معارف القرآن۔ جلد۲، صفحہ۵۴۴، ۵۴۶، ۵۴۷)

بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے:

سوال: بیس رکعت تراویح کا کیا ثبوت ہے؟ غیر مقلد اس پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کا ثبوت کسی ضعیف حدیث سے بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور لوگوں کو ورغلاتے ہیں کہ حدیث سے صرف آٹھ رکعت کا ہی ثبوت ہے اور اس سلسلے میں ام المومنین حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا۔

الجواب

حامد او مصلیا و مسلما وهو الموفق

غیر مقلدوں کا مذکورہ بالا اعتراض بالکل بے بنیاد اور گمراہ کن ہے اور احادیث مبارکہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے ناواقف ہونے کی صریح دلیل ہے۔ حضور ﷺ نے بیس رکعت تراویح پڑھی ہے اور اس کا ثبوت مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا ابراهیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباسؓ ان رسول ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعته والوتر۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۔ جلد دوم، صفحہ ۳۹۴۔ کتاب الصلوة کم یصلی فی رمضان من رکعته)

سنن بیہقی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔ **ان النبی ﷺ کان یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة عشرین رکعته والوتر۔**

ترجمہ: بے شک آنحضرت ﷺ ماہ رمضان میں بلا جماعت بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی صفحہ۔ جلد دوم، ۴۹۶)

حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام رافعیؒ کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔

انه محمد ﷺ صلی با لناس عشرین رکعته لیلتین فلما کان فی اللیلة الثالثة اجتمع الناس فلم یخرج الیهم ثم قال من الغد انی خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقو نها .

آنحضرتﷺ نے دو رات بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔ جب تیسری رات ہوئی تو لوگ جمع ہوئے آنحضرتﷺ تشریف نہ لائے پھر صبح کو فرمایا مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم پر فرض ہو جائیگی تو تم اسے نبھا نہ سکو گے۔

حافظ ابن حجرؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ متفق علی صحتہ اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر۔ صفحہ ۱۱۹، جلد اول)

علامہ طحاویؒ طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں **فعلی هذا یکون عشرون ثابتا من فعله** ﷺ ۔یعنی حدیث ابن عباسؓ کی بنا پر بیس رکعت تراویح آنحضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہیں۔ (طحاوی علی الدر المختار۔ صفحہ ۴۶۸، جلد اول)

شارح صحیح بخاری محدث علامہ شیخ شمس الدین کرمانیؒ فرماتے ہیں **او هو معارض انه** ﷺ **صلی با لناس عشرین رکعته لیلتین** ۔یعنی غیر مقلدین آٹھ رکعت کے ثبوت میں حضرت عائشہؓ کی روایت پیش کرتے ہیں اس سے تہجد مراد ہے۔ اگر چہ تہجد مراد نہ ہو تو یہ روایت اُس روایت کے معارض ہوگی جس میں یہ ہے کہ آنحضرتﷺ نے دو رات تک بیس رکعت پڑھائیں۔

(الکوکب الداری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۵۶،۱۵۷ جلد نہم)

مذکورہ حدیث پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اسلئے کہ اس حدیث کی تقویت خلفائے راشدین اور صحابہؓ کے عمل و مواظبت سے ہوتی ہے۔ خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ کا عمل مستقل حجت ہے۔ علامہ بحرالعلومؒ تحریر فرماتے ہیں ومو اظبت الصحابة علیٰ عشرین قرینة صحة هذه الروایة ۔یعنی بیس رکعت پر صحابہؓ کی مواظبت اس روایت کی صحت کی دلیل ہے" (رسائل ارکان)۔

اور صحابہؓ کے عمل اور عادت کے متعلق غیر مقلدوں کے مسلم پیشوا مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔ "صحابہؓ کی یہ عادت تھی کہ بلا حکم اور بلا اجازت رسول ﷺ کے کوئی شرعی اور دینی کام محض اپنی طرف سے قائم و جاری نہیں کرتے تھے" (مجموعہ فتاویٰ نذیریہ۔ صفحہ ۳۵۸ جلد اول)

اسی طرح بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرامؓ کے مقدس دور سے لے کر آج تک تمام علماء، محدثین اور ائمۂ مجتہدین اور فقہائے کرام اور جمہور امت کا تعامل ہے یہ اتفاق یہ عملی تواتر اور تلقی بالقبول بجائے خود سند ہے اور نہایت قابل وثوق سند ہے۔ لہٰذا جب مذکورہ حدیث ابن عباسؓ کی تقویت خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی مواظبت اور علمائے حدیث، ائمہ مجتہدین، فقہائے کرام اور جمہور امت کے تعامل سے ہوتی ہے تو اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

نیز یہ بھی ذہن میں رہے کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ دونوں صحابی

ہیں ان کے درمیان کوئی ضعیف راوی نہیں اور جس راوی کی بنا پر اس کو ضعیف حدیث کہا جاتا ہے وہ تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔لہٰذا حضرت عمرؓ اور صحابہ کرامؓ کے اعتبار سے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا جاسکتا اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ صحابہؓ کا عمل ضعیف حدیث کی بنیاد پر تھا۔

نتیجہ: بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔حدیث اور تعامل صحابہؓ سے ثابت ہے۔اس کے منکر سنت کے خلاف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے نافرمان، اجماعِ صحابہؓ کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں۔(از۔افادت مفتی مولانا سید عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ، بلفظہٖ صاحب فتاویٰ رحیمیہ)

تفصیل کیلئے فتاویٰ رحیمیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(قابل توجہ بات): مسئلہ صرف بیس رکعت یا آٹھ رکعت تراویح کا ہی نہیں بلکہ غیر مقلدین (گیارہ والوں) کے اکثر مسائل اجماعِ امت کے خلاف ہیں!!!

(۱۲) بدنصیب، ذلیل وخوار اور ہلاک ہونے والے!!!

۱) عَنْ عُبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ ؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْماً وَحضر رَمْضَانُ اَتَاکُمْ رَمْضَانُ: شَھْرُ بَرْکَةٍ یَغْشَا کُمُ اللّٰہُ فِیْہِ فَیُنْزِلُ الرَّحْمَتَہ، وَیَحُطُّ الْخَطَا یَاوَیَسْتَجِیْبُ فِیْہِ الدُّعَاءَ یَنْظُرُاللّٰہُ تَعَالیٰ اِلیٰ تَنَافُسِکُمْ فِیْہِ وَ یُبَاھِیْ بِکُمْ مَلَائِکَتَہُ فَاَرُوا اللّٰہَ مِنْ اَنْفُسِکُمْ خَیْراً فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ		(الترغیب والترہیب)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ قریب آچکا تھا اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے ایک روز فرمایا "رمضان المبارک آگیا ہے جو برکت کا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنا دامن شفقت پھیلاتا ہے چنانچہ اسمیں وہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے گناہوں کوختم فرمادیتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ تمہارا تنافس اور مقابلہ اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کے جذبے کو دیکھنا چاہتا ہے۔اور فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر فخر سے کرتا ہے اس لئے تم اللہ تعالیٰ کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرکے دکھاؤ سب سے بڑا بدنصیب وہی جو اس مہینے میں بھی خدا کی رحمت (جو موسلا دھار بارش کی طرح برس رہی ہے) سے محروم رہ جائے"۔

۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ

ذُكِرُتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَلَه، وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يَدْخِلاهُ الْجَنَّةَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر الصلوۃ والسلام نہ بھیجے، اور ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس پر رمضان (رحمت ومغفرت) کا مہینہ آئے اور اس کے گذرنے سے پہلے اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو جائے اور ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس کے والدین یا دو میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور ان کی خدمت کر کے جنت کا استحقاق حاصل نہ کرے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے تین آدمیوں کے لئے ذلت وخواری کی بد دعا فرمائی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اللہ کے مقرب فرشتے حضرت جبریلؑ بد دعا فرماتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ ان کی بد دعا پر آمین کہتے تھے۔ اس حدیث کا مفہوم درج ذیل ہے۔

حدیث کے راوی حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا میرے قریب آ جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے آپ ﷺ ارشاد فرمانے کے لئے منبر پر تشریف لے جانے لگے تو پہلے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر دوسرے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین اور پھر تیسرے

درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جو کچھ آپ ﷺ کو ارشاد فرمانا تھا اس سے فارغ ہوکر آپ منبر سے اترے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی تھی یعنی آپ نے منبر کے ہر درجے پر چڑھتے ہوئے آمین کہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا جبرئیلؑ نے کہا وہ شخص تباہ و برباد ومحروم ہو جائے جو رمضان کے مہینے کو پائے اور اسمیں اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے آمین کہی۔ دوسرے درجے پر جب میں نے قدم رکھا جبرئیلؑ نے کہا وہ شخص تباہ و برباد ومحروم ہو جائے جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے وہ آپ درود وسلام نہ پڑھے تو میں نے آمین کہی۔ جب میں نے تیسرے درجے پر قدم رکھا جبرئیلؑ نے کہا وہ شخص تباہ و برباد ومحروم ہو جائے جس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھے ہو جائیں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہ بنے تو میں نے آمین کہی۔ (رواہ الحاکم)

رمضان المبارک تقویٰ حاصل کرنے نفس کا تزکیہ کرنے، صبر اور غم خواری کی تربیت حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ افسوس کے ہمارے بہت سے مسلمان بھائی نماز روزے کی پابندی نہیں کرتے! بعض بھائی تو نماز و روزے کی پابندی کرنے کے باوجود شرعی داڑھی (ایک مشت) نہ ہونے کی وجہ سے ہلالِ رمضان (رمضان کے چاند) کی گواہی دینے کے اہل نہیں ہیں!! معلوم ہو کہ نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ایک مشت ڈاڑھی سنت ہے۔ اور فقہی ترتیب میں ڈاڑھی

واجبات میں سے ہے اور ڈاڑھی کو منڈانا اور ایک مشت سے کم کٹوانا گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا روزہ رکھوانے کا مقصد ہی ہمارے اندر تقویٰ یعنی نافرمانی سے بچنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ کھلی نافرمانی کر کہ روزے کے مقصد کو ہم اپنے ہاتھوں سے فوت کرتے ہیں!

(۱۳) انسان کی فلاح کا واحد راستہ ــــــ تزکیۂ نفس

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں جو رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لئے دستورِ حیات ہے۔ یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَاO وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاO (سورۃ الشّمس ۹۔۱۰)

ترجمہ: تحقیق فلاح پا گیا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کرایا اور نا کام ہوا وہ جس نے اس کو برائی میں دھنسایا۔

تزکیۂ نفس کیا ہے؟

نفس کو تمام برائیوں سے پاک کر کے نیکیوں سے اسکی نشو ونما کی جائے یہی تزکیہ نفس ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد نفوسِ انسانی کا تزکیہ ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتابِ پاک میں فرائضِ رسالت بیان کرتے ہوئے چار مقامات پر درجہ ذیل آیت لفظی اختلاف کے ساتھ نازل فرمائی ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ اٰل عمران: ۱۲۴)

ترجمہ: درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے

ایک رسول کو بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتے ہیں ان کے نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

یہی مضمون سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ اور ۱۵۱، سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان آیات میں نبی کریم ﷺ کے چار فرائضِ رسالت:

(۱) تلاوت آیات (۲) تعلیمِ کتاب (۳) تعلیمِ حکمت (۴) تزکیۂ نفس بیان کئے گئے ہیں۔ غور کیا جائے تو تین فرائض تلاوت آیت، تعلیمِ کتاب اور تعلیم حکمت کا مقصد بھی تزکیۂ نفس ہی ہے۔ اگر ان فرائض کو تزکیۂ نفس کے ساتھ نہ جوڑا جائے تو یہ فرائض بے مقصد ہو کر رہ جائیں گے۔ اس سے یہ بات قطعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ رسالت نبی ﷺ کا مقصد نفوسِ انسانی کا تزکیہ ہے۔

فلاح سے کیا مراد ہے؟ لفظ فلاح قرآن کی جامع اصطلاح ہے۔ جس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی شامل ہے۔

تزکیۂ نفس کے تین اہم پہلو:

۱) تزکیۂ افکار وعقائد: غلط افکار وعقائد کو دل ودماغ سے نکال کر صحیح اسلامی افکار وعقائد کو مظبوطی سے جما لینا۔

۲) تزکیۂ اعمال: شریعت نے تمام اعمال میں حرام وحلال، جائز وناجائز کے حدود مقرر کئے ہیں۔ ناجائز وحرام امور سے بچنا اور جائز حدود کے اندر رہنا تزکیۂ

اعمال ہے۔

۳) تزکیۂ اخلاق: برے اخلاق حرص وامل ، غضب وشہوت ، بخل وشح ، حسد وکینہ اور کبر وعجب سے اپنے دل کو پاک کر کے اچھے اخلاق ، اخلاص ورضا الٰہی ، تفویض وتوکل ، صبر وشکر ، علم ویقین ، زہد وقناعت وغیرہ اپنے اندر پیدا کرنا۔

تزکیۂ نفس کیلئے کسی مزکی (تزکیہ کرنے والی شخصیت) کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

جو لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایمان لے آئے تھے آپ ﷺ کے زیر تربیت تزکیۂ نفس کی دولت سے مالا مال ہو کر ساری امت بلکہ سارے انسانوں میں انبیائے کرامؑ کے بعد سب سے افضل واشرف گروہ ٹھہرے۔ چند لمحے بھی جس نے آپ ﷺ کی صحبت اٹھائی یا محض اس کو آپ ﷺ کا دیدار ہی نصیب ہو گیا تو صحابی قرار دیا گیا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ خیر التابعین بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کو نہیں پہنچ سکتے۔

تزکیۂ نفس کا مُسلّم اور آزمودہ طریقہ:

نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کے وارثین۔ علمائے ربانی کی صحبت اور تعلق ہی سے تزکیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱) **وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ** (سورۃ لقمان:۱۵)

ترجمہ: اور پیروی کر ان کی جنھوں نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

۲) **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ○** (سورۃ التوبہ:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔

تنبیہ: انسان نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے تو دنیا میں بھی تباہ ہو جائے گا اور آخرت میں بھی۔

خلاصہ: انسان کی انفرادی اور فی الجملہ تمام معاشرے کی فلاح کا واحد راستہ تزکیۂ نفس میں ہے۔ جو شخص بھی ہمت و ارادے کے ساتھ کسی مُزّکی سے اصلاحی تعلق قائم کرے گا اور ان کی ہدایت کے مطابق عمل کرے گا ان شاء اللہ دنیا و آخرت ہر دو کی فلاح سے ہم کنار ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

(۱۴) مقام صحابہ کرامؓ

درج ذیل قرآن کی آیات واضح طور پر بتاتی ہیں کہ اللہ کے نزدیک صحابہ کرامؓ کا کیا مقام ہے اور صحابہ کرامؓ کے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔

۱) صحابہ کرامؓ کا ایمان مثالی ایمان ہے:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَوْاوَاِنْ تَوَلَّوْافَاِنَّمَاهُمْ فِىْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُO (سورة البقرہ:۱۳۷)

ترجمہ: اگر وہ بھی اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو بے شک ہدایت یاب ہوں گے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو وہی مخالفت پر ہیں۔ پس اللہ آپ کی طرف سے ان کیلیئے کافی ہے اور وہی سب کچھ سننے والا ہے اور جاننے والا۔

۲) صحابہ کرامؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی تعلیم وتربیت اور تزکیہ کا انتظام:

لَقَدْمَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْاعَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُبِيْنٍ (سورۃ ال عمران:۱۶۴)

ترجمہ: درحقیقت اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتے ہیں ان کے نفوس کا تزکیہ کرتے

ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

فائدہ: جس گروہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے براہِ راست قرآن اوراحادیث کا علم وعمل سیکھا ہواوراپنے نفوس کوسنوارا ہوکوئی اس گروہ سے بڑھ کر پاکیزگی کا اور قرآن اوراحادیث کوسمجھنے کا دعویٰ کرتا ہےتو وہ صریح پاگل ہے۔

۳) اللہ کی رضا جنت اور عظیم کامیابی صحابہؓ کی اتباع میں ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَاالْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَااَبَدًا ط ذَالِكَ الْفَوْزُا لْعَظِيْمُo (سورة التوبه: ۱۰۰)

ترجمہ: وہ مہاجرین اورانصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان کی دعوت قبول کرنے میں سبقت کی اور وہ جنہوں نے (ایمان لاکر) اخلاص کے ساتھ انکا اتباع کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور انکے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

۴) صحابہ کرامؓ کی ہدایت اور رشد پر قرآن حکیم کی گواہی:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ o فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ط وَاللّٰهُ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌO (سورۃ حجرات:۷۔ ۸)

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور تمہارے دلوں کو ایمان سے زینت دی اور کفر وفسق اور نافرمانی سے تمہیں نفرت دی یہی لوگ راہ راست پر ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو رچایا بسایا اور کھُبا دیا اور کفر وفسق اور تمام قسم کے گناہوں سے کراہت دی ، اگر کوئی انہیں کافر، فاسق ، فاجر، ظالم، غاصب، بدعتی بتائے تو ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔

تنبیہ: فضائل صحابہؓ کی بے شمار قرآنی آیات میں سے یہ چند آیات ہیں جن میں ان کی فضیلت اور ان کے متعلق کیا عقیدہ ہمیں رکھنا چاہیئے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ دین کے عقائد قرآن اور احادیث سے مستنبط ہوتے ہیں نہ کہ تاریخی کتابوں سے جنہوں نے تاریخی واقعات سے صحابہؓ کے متعلق عقیدہ اخذ کیا وہ گمراہی کا شکار ہو کہ رہ گئے۔

خلاصہ: امام طحاویؒ نے اپنی کتاب ''عقیدہ الطحاوی'' میں صحابہؓ کے تعلق سے درج ذیل عقیدہ بیان کیا ہے۔ ''ہم رسول ﷺ کے تمام صحابہؓ سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں کسی کی محبت میں افراط نہیں کرتے نہ کسی سے برأت کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کا بغیر حق کے ساتھ ذکر کرتا ہے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، ہم ان کا ذکر نہیں کریں گے مگر خیر کے ساتھ۔ ان کی محبت دین وایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر، نفاق اور طغیان ہے''۔

(۱۵) جماعتی نظام کی اصلاح

اسلام اجتماعیت کا دین ہے تمام امور میں حتیٰ کے عبادت جیسی چیزوں میں بھی اجتماعیت کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ دو آدمی بھی فرض نماز پڑھنے والے ہوں تو ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی۔ جماعتی زندگی میں امیر کی بات ماننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے جب تک غیر شرعی بات کا حکم نہ دیا جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد:

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِی الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

۲) وَعَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب

نافرمانی (شریعت کی) کا حکم دیا جائے تو کسی کی بھی اطاعت نہیں کی جائیگی۔ اطاعت (کسی کی بھی ہو) صرف معروف باتوں میں ہے۔

جماعتی سربراہ کا انتخاب: صدر، چیرمن، سیکرٹری، زعیم یا امیر کا انتخاب دینی اصولوں کے مطابق تقویٰ و پرہیزگاری، دین کا علم وفہم، دیانت اور امانت وغیرہ جیسے صفات کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔سب سے اہم صفت اس شخص میں یہ ہو کہ اس کے دل میں منصب کی نہ خواہش ہو اور نہ وہ اس منصب کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

جمہوری طرز کی خرابی: جمہوری نظام میں مجلس شوریٰ، ممبران کمیٹی یا ارکان جماعت کی کثرتِ رائے پر فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ قائدہ ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔ بلکہ قاعدہ یہ ہونا چاہئے کہ صحیح رائے پر فیصلہ کیا جائے خواہ وہ ایک شخص کی ہو یا چند کی۔قانونِ فطرت یہ ہے کہ دنیا میں صاحب علم اور صاحب عقل لوگ کم ہیں، ناقص العقل اور بے علم لوگ زیادہ ہیں۔

علم اور عقل میں کامل تو اور بھی کم ہوتے ہیں۔ فیصلہ جب کثرتِ رائے پر ہوگا عموماً جہالت اور حماقت کا فیصلہ ہوگا۔مغرب کی نقالی میں مسلمانوں نے اس جماعتی طریقہ کار کو اپنا رکھا ہے۔شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے درج ذیل شعر میں اس کی خوب نقاشی کی ہے۔

جمہوریت ایک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

مشورے کی اہمیت:

۱) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے تعلق سے سورۃ الشوریٰ ۔ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔

وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ

ترجمہ: اور وہ آپس کے مشورے سے اپنے کام کرتے ہیں۔

۲) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو سورۃ آل عمران :۱۵۹ میں یہ حکم دیا۔ ہے کہ۔ **وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ** ۝

ترجمہ: اور آپ کاموں میں ان سے مشورہ کیجئے پھر مشورے کے بعد آپ کسی کام کا عزم کرلیں تو اللہ کے بھروسے پر کر گذریں بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کو آپ کے اصحابؓ سے مشورے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر آپ ﷺ کو اس بات کا پابند نہیں کیا گیا ہے کہ مشورے کو ضرور قبول کریں یا کثرت رائے کو قبول کریں ۔ بلکہ فیصلے کا اختیار آپ ﷺ کو دیا گیا ہے۔ **فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ** ۔جب آپ فیصلہ کریں تو اللہ کے بھروسے پر کر ڈالیں ۔عزم وفیصلہ کرنے میں آپ مستقل ہیں ۔یہی حکم آپ کے نائبین یعنی مسلمانوں کے امراء اور ذمہ داروں کا ہے۔

تنبیہ: جہاں شریعت کے منصوص اور قطعی احکام ہیں وہاں مشورہ کی گنجائش نہیں ہے۔

خلاصہ: مسلمانوں کے اجتماعی کاموں کا سربراہ، متقی، پرہیزگار، صاحب علم و عمل منتخب کیا جائے۔ سربراہ کی ذمہ داری ہے جہاں شریعت کے قطعی اور صریح احکام موجود نہیں ہیں صاحب علم اور صاحب عقل لوگوں سے مشورہ کر کے اپنا فیصلہ کریں۔

(افادات حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۱۶) تقلید کی ضرورت اور اہمیت

عقل عام(Common Sense) کا تقاضہ:

انسان کو زندگی میں مختلف مسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ ان مسائل کے صحیح حل کیلئے ان کے ماہرین کی طرف رجوع کرتا ہے۔مثلاً بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر کی طرف ،کوئی مقدمہ ہوتا وکیل کی طرف اور تعمیری کام ہو تو انجینئر کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہی عقل سلیم کا تقاضہ ہے ۔اور آج تو ہر شعبے کے ماہرین (Experts and Specialist) کی طرف رجوع کرنا ہی زندگی میں ہمارا اصول بنا ہوا ہے مزید یہ کہ ہر میدان میں اعلیٰ درجہ کے ماہرین(Super Specialist) آ گئے ہیں۔ پتہ نہیں دین ہی کے معاملے میں کیوں اس اصول کو نظر انداز کر کے ہر شخص قرآن وحدیث میں رائے زنی اور مسائل اخذ کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔کوئی شخص بیمار ہو جانے پر اگر میڈیکل کی کتابیں پڑھ پڑھ کر اپنا علاج کرنے لگے تو ایسے کو سب بے وقوف و بے عقل کہیں گے۔اس سے بڑا بے عقل شخص وہ ہے جو محض یہ جان کر کہ قرآن وحدیث میں تمام مسائل کا حل ہے۔قرآن وحدیث پڑھ کر مختلف مسائل اخذ کرنے کی کوشش کرے حالانکہ وہ قرآن وحدیث کی زبان سے ناواقف ہے۔دین کی مبادیات سے جاہل ہے اور قرآن وحدیث کے علوم سے قطعاً ناآشنا ہے!!!!

تقلید کے معنی:

تقلید کے لغوی معنی ہار پہنانا اور جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں کسی مجتہد سے معتقد ہو کر اس کی پیروی کرنا ہے۔ لوگوں نے تقلید کا معنی اپنی گردن میں پٹہ ڈالنا، اپنی نکیل دوسرے کے ہاتھ میں دینا جو سمجھ رکھا ہے، صریح غلط ہے۔

قرآن اور سنت سے تقلید کا حکم:

۱) سورۃ النحل۔۴۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ○

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو اس میں علماء کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

۲) سورۃ النساء:۵۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ○

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں۔

اولی الامر سے مراد حُکّام اور علمائے مجتہدین دونوں ہیں۔ مگر علمائے مجتہدین لینا ہی زیادہ راجح ہے۔ کیونکہ حکام خود مختار نہیں ہوتے بلکہ علمائے شریعت

کے تابع ہوتے ہیں۔

۳) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا شَفَاءُ الْعَیِ السَّوَالُ○

(مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے رویت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ جاننے والے کا حل یہ ہے کہ جاننے والوں سے سوال کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دورِ مبارک میں مسائل دینیہ حاصل کرنے کے تین طریقے تھے۔ا) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی (۲) اجتہاد (۳) تقلید۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین حاصل کرنے کے دو ہی طریقے باقی رہ گئے ایک اجتہاد اور دوسرا تقلید۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنی کتاب ''الانصاف'' میں صفحہ نمبر ۵۶ میں فرماتے ہیں کہ دوسری صدی ہجری کے بعد لوگوں میں متعین مجتہدین کے مذہب پر چلنے کا رواج ظاہر ہوگیا۔ کسی غیر متعین مذہب پر چلنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی اور اس زمانے میں یہی واجب تھا۔ عقد الجید صفحہ ۳۳ میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب ان چاروں کے علاوہ دیگر مذاہب ناپید ہوگئے تو ان کی اتباع ہی سوادِ اعظم کی اتباع ہے۔

تنبیہ: امام جلال الدین سیوطیؒ شرح ''جمع الجوامع / ص: ۱۷۵'' میں فرماتے ہیں کہ جو اجتہاد کے درجے کو نہ پہنچے اس پر کسی ایک مُعیّن امام کی تقلید واجب ہے۔ علامہ ابن صلاحؒ'' فواتح الرحموت ص: ۲۶۹'' میں اور

علامہ شیخ احمد المعروف بہ ملاجیون" **تفسیر ات احمد، ص: ۳۴۶**" میں فرماتے ہیں کہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کے علاوہ دوسروں کی تقلید جائز نہیں کیونکہ اس پر امت کا اجماع ہو گیا ہے

خلاصہ: عقائد کا صحیح ہونا اور اعمال کا صحیح طور پر بجالانا ائمہ اربع میں کسی ایک تقلید پر منحصر ہے اس سے باہر نکلنا گمراہی کے گڑھے میں گرنا ہے اللہ تعالیٰ ہر گمراہی سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

(۱۷) شریعت کے اصول

انسان کی زندگی مختلف مسائل کا مجموعہ ہے۔ اسلام مکمل نظام حیات ہونے کی حیثیت سے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ یہ جاننا ہم سب کیلئے ضروری ہے کہ وہ کیا اصول ہیں جن کو بنیاد بنا کر ہمارے مسائل حل کئے جاتے ہیں۔ عام پڑھے لکھے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت کے دو اصول ہیں اللہ کی کتاب قرآن مجید اور محمد ﷺ کی سنت لیکن کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ نے دو اور اصول: ''اجماع امت'' اور ''قیاس شرعی'' بھی بیان کئے ہیں۔ جس سے عام لوگ واقف نہیں ہیں اور بعض لوگ ان کا انکار بھی کرتے ہیں!

سورۃ النساء کی آیت نمبر:۵۹ شریعت اسلامی کے انہی چار اصولوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی طاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں۔ اگر تم میں کسی چیز کا اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہی طریقہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے خوشتر ہے۔

مشہور مفسر قرآن امام رازیؒ فرماتے ہیں۔

اطیعواللہ سے مراد------------------ قرآن مجید ہے۔

وطیعوالرسول سے مراد------------------ سنت رسول ﷺ ہے

واولی الامر منکم سے مراد------------------ اجماع امت ہے۔

”فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ“ سے

مراد------------------ قیاس شرعی ہے۔

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اصول شریعت چار ہیں۔ ۱) قرآن مجید (۲) سنت رسول ﷺ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔

اصول شریعت کے قرآن وسنت سے مزید دلائل:

۱) وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (سورۃ الحشر: ۷)

ترجمہ: اور رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لو۔ جس سے تمہیں روکیں رک جایا کرو۔

۲) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

(سورۃ النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص بھی جس پر سیدھی راہ واضح ہونے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کرے تو ہم جو راہ اس نے اختیار کی ہے اسے اسی کے حوالے کریں گے اور ہم اس کو دوزخ میں

داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔
امام شافعیؒ نے اس آیت کو علماء کے سامنے اجماع کی دلیل کے طور پر پیش کیا تو سب نے اقرار کیا کہ اجماع کی حجیت پر یہ دلیل کافی ہے۔

۳) وَعَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍؓ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ ٥ (مؤطا)

ترجمہ: حضرت مالک بن انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جن کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

۴) عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: العلم ثلاثة، آية محكمة، او سنت قائمة، او فريضة عادلة وما كان سوا ذالك فهو فضل. (ابو داؤدو ابن مجه)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ علم تین چیزوں پر مشتمل ہے۔
(۱) قرآن کی محکم آیات (۲) سنتِ قائمہ۔ (۳) فریضۂ عادلہ۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بے معنی ہے۔
قرآنِ کریم میں دو طرح کی آیات ہیں۔ محکمات اور متشابہات۔ محکمات ہی علم کی بنیاد ہیں۔ سنتِ قائمہ سے مراد وہ احادیث ہیں جو متن اور سند کے ساتھ محفوظ

ہیں۔ (۳) فریضۂ عادلہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس کی طرف۔ عدل کے معنی مثل اور عدیل کے ہیں۔ چونکہ دو چیزیں قرآن اور حدیث سے نکالی گئی ہیں اس لئے یہ انہیں کی مثل ہیں۔

۴) دو چیزوں میں ظاہری یا معنوی برابری کرنے کو قیاس کہتے ہیں۔ قیاس کسی نئے حکم کو ثابت کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ پہلے سے موجود حکم کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔ قیاس مظہر حکم ہے نہ کے مثبت حکم۔ حضور ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ بوڑھا ہے سفر کی طاقت نہیں رکھتا اور اس پر حج فرض ہو چکا ہے تو کیا میں اس کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا اور تم اس کو ادا کرتے تو کیا اس کی طرف قرض ادا ہو جاتا؟ اس نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی ادا کرلو۔ (نسائی)

تنبیہ: اجماع امت اور مجتہدین کے قیاسِ شرعی کا انکار دراصل قرآن اور سنت کے نصوص کا انکار ہے۔ جس کے مرتکب پرانے فرقوں میں روافض وخوارج تو تھے ہی، دورِ حاضر میں کئی فرقوں اور جماعتوں نے ان کا انکار کیا ہے۔ شریعت کے ان دو اصولوں کا انکار کرنے کی وجہ سے اس کے بے شمار مسائل غلط ہو گئے اور یہ لوگ گمراہی کا شکار ہو کر رہ گئے۔

خلاصہ: قرآن اور سنت کی روشنی میں شریعت کے اسلامی کے چار اصول قرار پاتے ہیں۔ قرآن مجید، سنت رسول ﷺ، اجماعِ امت اور قیاسِ مجتہدین۔ جمہور اہل حق، اہل سنت والجماعت ۔ (ائمہ اربعہ کے متبعین۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) چار اصول کو بنیاد بنا کر اپنے مسائل اخذ کرتے ہیں اور انہی کے مسائل صحیح اور حق ہیں۔

(۱۸) ہدایت کے دو ذریعے

اللہ کی سب سے بڑی نعمت: انسان کے وجود و بقاء کے علاوہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں ہیں، ان میں سب سے عظیم نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے۔جس پر دنیا و آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔سورۃ فاتحہ میں جو پورے قرآن مجید کا خلاصہ ہے اسی دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔بندہ اللہ کی حمد وثناء بیان کر کے اللہ سے اپنا تعلق بندگی و استعانت کا اقرار کر کے ہدایت کی دعا مانگتا ہے۔

ہدایت کے ذرائع: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی ہدایت دو ذریعوں سے پہنچائی ہے۔(۱) کتاب اللہ (۲) رجال اللہ (انبیائے کرامؑ) چنانچہ سورۃ حدید کی آیت نمبر۲۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔**لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ**o

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور طریقۂ عدل (شریعت) نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

ہر زمانے، ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ کی طرف سے یہ ہدایت کا انتظام ہوتا رہا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱) لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ. (سورۃ الرعد:۷)

ترجمہ: ہر قوم کو ہدایت کی طرف بلانے والا رہا ہے۔

۲) وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ O (سورۃ فاطر:۲۴)

ترجمہ: کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو اپنی آخری کتاب قرآن مجید دے کر بھیجا۔

قابل غور بات : یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار آسمانی کتابیں تورات، انجیل، زبور، قرآن مجید اور چند صحیفے نازل فرمائے۔ مگر انبیائے کرامؑ کثیر تعداد میں یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار مبعوث فرمائے۔ کتاب اللہ کو صحیح سمجھنا اور عمل کرنا انبیائے کرامؑ کی تعلیم پر موقوف ہے۔ آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی تعلیم، تشریح اور تفسیر انبیائے کرامؑ کا فرضِ منصبی تھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ عملی نمونہ بن کر قیادت و رہنمائی کرنا بھی انبیائے کرامؑ کی ذمہ داری تھی۔ چنانچہ فرمایا گیا:

(۱) وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ O

(سورۃ نحل:۴۴)

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں پر اس کے احکام خوب کھول کر بیان کریں اور وہ لوگ غور فکر کریں۔

(۲) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ O (سورۃ احزاب:۲۱)

ترجمہ: بلا شبہ اللہ کے رسول ﷺ میں تمہارے لئے ایک مثالی نمونہ ہے۔

ہدایت کے دونوں سرچشمے کتاب اللہ اور انبیاء اللہ لازم وملزوم ہیں۔ کسی ایک کو دوسرے سے الگ کردینے سے انسان دین کے صحیح فہم سے محروم ہو کر رہ جائے گا بلکہ سخت گمراہی اور ضلالت میں مبتلا ہو جائے گا۔

ہدایت یافتہ لوگ اور گمراہ لوگ:

(۱) اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًاO (سورۃ النساء:٦٩)

ترجمہ: جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یہ حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بڑے اچھے رفیق ہیں۔

(۲) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَضَّآلِّیْنَO (سورۃ فاتحہ:٧)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر نہ غضب ہوا اور نہ وہ راہ سے بے راہ ہوئے۔

جن پر اللہ کا غضب ہوا وہ قوم یہود ہیں اور جو راہ سے بھٹک گئے وہ نصاریٰ ہیں۔

وارثین انبیاء:

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِO (مشکوۃ)

ترجمہ: بے شک علماء (علمائے ربانی) انبیائے کرام کے وارث ہیں۔

علمائے ربانی انبیائے کرام کی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اب انہی کی پیروی پر ہدایت کا دارومدار ہے اور ان سے تعلق کے بغیر انسان ہدایت سے محروم رہ جائے گا۔

تنبیہ: جن لوگوں نے صرف کتاب اللہ کو لے لیا اور رجال اللہ کو نظر انداز کر دیا وہ گمراہ ہو گئے اور جنہوں نے رجال اللہ کو پکڑ لیا اور کتاب اللہ سے آنکھیں بند کر لیں وہ بھی گمراہ ہو گئے !! صراطِ مستقیم کتاب اللّٰد اور رجال اللہ دونوں کے مجموعہ سے ملتا ہے۔

خلاصہ: ہدایت پانے کے لئے دونوں سرچشموں کو پکڑنا ضروری ہے۔ کتاب اللہ کو رجال اللہ سے سمجھنا چاہیئے اور رجال اللہ کی پہچان کتاب اللہ کے معیار پر کرنی چاہئے۔

(۱۹) بیعت کی اہمیت اور ضرورت

بیعت کا معنی و مفہوم:

بیعت کا لفظ بیع سے نکلا ہے۔جس کے معنی بیچنے اور خریدنے کے ہیں۔ بیچنے اور خریدنے میں کسی چیز اور اس کی قیمت کے متعلق قول و قرار اور معاہدہ ہوتا ہے۔لہٰذا لفظ بیعت قول و قرار اور معاہدے کے مفہوم میں استعمال ہونے لگا۔دین کی اصطلاح میں بیعت مسلمانوں کے خلیفہ کی اطاعت کی ہوتی ہے یا پھر اصلاحِ نفس کے خاطر کسی شیخ طریقت سے کی جاتی ہے۔

قرآن سے بیعت کا ثبوت:

(۱) سورۃ فتح آیت نمبر۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَایُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۝

ترجمہ: بے شک جولوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں ،اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔۔۔۔

(۲) اسی سورۃ فتح کی آیت نمبر۱۸ میں فرمایا گیا۔**لَقَدْرَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ**

ترجمہ: تحقیق اللہ ان ایمان والوں سے راضی ہوا جو درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کررہے تھے۔۔۔۔

(۳) سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر۱۲ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَاجَآئَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّایُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًاوَّلَایَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَایَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَایَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَا یِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌرَّحِیْمٌ٥

ترجمہ: اے نبی ﷺ جب ایمان والی عورتیں بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑیں گی، نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیں اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت طلب کریں، بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سنتِ رسول ﷺ سے بیعت کا ثبوت:

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَعَالَوْا بَا یِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِا اللّٰہِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْنِیْ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ لَہٗ کَفَّارَۃٌوَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًافَسَتَرَہٗ

اللّٰہُ فَاَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَاءَ عَاقَبَہٗ وَاِنْ شَاءَ عَفَا عَنْہُ O (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کے اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت جو آپ ﷺ کے گرد تھی فرمایا آؤ تم سب مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراو گے اور چوری نہ کرو گے اور بدکاری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور کوئی بہتان اپنے ہاتھوں پیروں سے نہ گھڑو گے۔ تمام نیک باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس تم میں سے جو بھی اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے اور اسے دنیا میں سزا دی جائے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائیگا۔ اور جو کوئی کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی پردہ پوشی کی تو اسکا معاملہ اللہ کے ذمہ ہے۔ چاہے اسے سزا دے یا معاف کرے۔

بیعت اصلاح کس سے کی جائے:

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ''القول الجمیل'' میں اور شاہ عبدالعزیزؒ نے ''فتویٰ عزیزی'' میں صراحت سے لکھا ہے کہ جس سے بیعت کا ارادہ ہو اسمیں درج ذیل صفات کا ہونا ضروری ہے۔

۱) کتاب وسنت کا علم رکھتا ہو۔

۲) عدالت اور تقویٰ میں پختہ ہو۔

۳) دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا ہو۔

۴) معروفات کا حکم دینے والا ہو، اور منکرات سے روکنے والا ہو۔
۵) معتبر مشائخ سے سلوک و تزکیۂ باطن حاصل کر کے اجازت یافتہ ہو۔
جو شخص ان صفات کا حامل نہیں ہے یا ان میں سے ایک صفت بھی کم ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اس سے بیعت کی جائے۔

بیعت کی ضرورت: اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح اور کامیابی تزکیۂ نفس اور اصلاح نفس میں رکھی ہے۔ نفس کا تزکیہ اور اصلاح یہ ہے کہ عقائد حقہ، اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ انسان میں پیدا ہوں اور باطل عقائد، برے اعمال اور برے اخلاق اسکے نفس سے زائل ہوں۔ اس مجموعہ کے لئے لازم ہے کہ کسی شیخِ کامل کی صحبت اختیار کریں۔ جس طرح بیماری کیلئے کسی ڈاکٹر یا طبیب کی طرف علاج کے لئے رجوع کیا جاتا ہے، اسی طرح اصلاح نفس کیلئے طبیب روحانی۔ شیخِ کامل سے رجوع کے بغیر اصلاح ناممکن ہے۔ کوئی شخص علماء اور دینی مدارس سے دین کا علم اور عمل سیکھ سکتا ہے مگر اخلاص اور تقویٰ جس پر قبولیت کا دارومدار ہے کسی صاحب دل و اہل اللہ ہی کے صحبت سے حاصل ہوگی۔

حدیث: **عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدَنٌ مَعْدَنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ** (جمع الفوائد)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر چیز کی کانیں ہوتی ہیں اور تقویٰ کی کانیں عارفین کے قلوب ہیں۔

صحابہؓ نے حضورﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے جو بیعت کی تھی وہ بیعتِ خلافت بھی تھی اور بیعت اصلاحِ نفس بھی۔ یہی سلسلہ چاروں خلفائے راشدین تک چلتا رہا۔

بیعت کی شرعی حیثیت: بیعت بدعت یا جہالت نہیں ہے بلکہ اللہ کے رسولﷺ، خلفائے راشدینؓ، صحابہؓ اور تمام اولیائے عظامؒ کی سنت ہے۔

تنبیہ: تزکیۂ نفس اور اصلاحِ نفس سے غفلت ہلاکت ہے اور اس سے بڑی ہلاکت یہ ہے کہ جو شخص مندرجہ بالا صفات نہیں رکھتا اس سے بیعت کی جائے۔ مولانا رومؒ نے کیا خوب بات ارشاد فرمائی ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید دا دوست

(بہت سے ابلیس انسانی شکل میں پھیلے ہوئے گمراہیاں پھیلا رہے ہیں، لہٰذا ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ مت دو)

خلاصہ: انسان کی فلاح تزکیۂ نفس اور اصلاحِ نفس سے وابستہ ہے جو بغیر شیخ کامل کی صحبت کے ناممکن نہ سہی محال ضرور ہے۔ اور بیعت ہی اس کا ذریعہ اور طریقہ ہے۔ وباللہ التوفیق۔۔

(۲۰) اختلافات کے جنگل میں ہدایت اور نجات پانے والا فرقہ

عَنْ عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عُمْروٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیَا تِینَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہُ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَااَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (ترمذی) فِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَوَاَبِیْ دَاؤدَ عَنْ مُعَاوِیَۃؓ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِوَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ وَاِنَّہُ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلَبُ بِصَاحِبِہٖ لَایَبْقٰی مِنْہُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّادَخَلَہٗ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر وہ دور آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے بے شک بنی اسرائیل بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب دوزخی ہوں گے سوائے ایک فرقے کے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا فرقہ ہے جو جنتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہوگا۔

مسند احمد اور ابوداؤد کی روایت جو حضرت معاویہؓ سے نقل کی گئی ہے یوں ہے کہ بہتّر (72) فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ فرقہ ''الجماعۃ'' ہے، اور قریب ہے کہ میری امت میں ایسے گروہ ظاہر ہوں گے جن میں نفسانی خواہشات (عقائد و اعمال میں بدعتیں) اس طرح سرایت کئے ہوں گے جس طرح ہڑک والے کے اندر ہڑک سرایت کر جاتی ہے کہ اس کے جسم کی کوئی رگ اور جوڑ ایسا باقی نہیں رہتا جس میں وہ ہڑک گھس نہ گئی ہو۔ (ہڑک سے مراد وہ بیماری ہے جو دیوانہ کتا کاٹنے سے ہوتی ہے جس کو HydroPhobia کہتے ہیں۔ ایسا مریض پانی سے خوف کھاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے)۔

حدیثِ بالا کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ ہدایت اور نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہؓ کے طریقے پر ہے۔ آج جبکہ اختلافات کی بھرمار ہے، اور ہر شخص خود رائے بنا ہوا ہے، اور خواہشاتِ نفسانی رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہیں یہ حدیث پاک روشن منارے کی طرح متعین اور قطعی طور پر فیصلہ کر رہی ہے کہ دوزخ سے محفوظ اور جنت میں جانے والا فرقہ وہی ہے جو مَااَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر گامزن ہے) پر ہے۔ اسی فرقہ کو ''الجماعۃ'' کہا گیا ہے۔ اس فرقے کے لئے ہی بعدازاں ''اہل سنت والجماعت'' کی اصطلاح رائج ہوئی۔ سنت سے مراد اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ ہے اور جماعت سے مراد صحابہؓ کی جماعت ہے۔ شارحین

ِ حدیث نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جس تفرقہ اور اختلافات کا ذکر ہے اس سے مراد اُصول اور عقائد کا اختلاف ہے نہ کہ فروعی اور فقہی اختلافات ۔ جیسے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔

اس حدیث میں گمراہ فرقوں کو ہڑک والوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔جس طرح سگ گزیدہ (جس کو دیوانے کتے نے کاٹا ہے) میں ہڑک پیدا ہو جاتی ہے تو وہ پانی سے بہت ڈرتا ہے اور پانی کے نام سے بھی خوف کھاتا ہے یہاں تک کہ شدت پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے۔اس طرح گمراہ فرقوں میں باطل پرستی اس طرح سرایت کر جاتی ہے کہ وہ حق کو جاننے اور حق کو پہنچنے سے بھی ڈرتے ہیں ۔قرآن اور حدیث کی تعلیمات اور علمائے حق کی کتابوں اور مجالس سے دہشت کھاتے ہیں اور ان کے قریب بھی نہیں جاتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گمراہیوں کے جنگل میں بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

تمام برادران اسلام سے گذارش ہے کہ وہ اپنے عقائد، افکار اور اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔کیا وہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ ؓ کے طریقے سے مطابقت رکھتے ہیں یا اس سے ہٹے ہوئے ہیں۔وباللہ التوفیق۔

(۲۱) شرعی ڈاڑھی

عام طور پر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلمان ڈاڑھی منڈواتے ہیں یا دل پر جبر کرکے چھوٹی سی (خشخشی) رکھ لیتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو شرعی داڑھی رکھتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جس طرح عقائد، اعمال اور معاملات کے متعلق احکام دئے گئے ہیں اسی طرح معاشرت کے متعلق بھی واضح احکام دیئے گئے ہیں۔ جس طرح باطن کے متعلق احکام دیئے گئے ہیں اسی طرح ظاہر کے متعلق بھی احکام ہیں۔ ان سب احکام کا مثالی اور عملی نمونہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۂ احزاب:۲۱)

ترجمہ: تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔

حدیث۱): عَنْ اِبْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَوَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ اِبْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو۔ اور حضرت ابنِ عمرؓ جب حج وعمرہ ادا کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد بالوں کو کتروادیتے تھے۔

حدیث۲): عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَزُّوا الشَّوَارِبَ

وَارْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ　(مسلم)

ترجمہ:　حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مونچھوں کو کاٹو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

ڈاڑھی کی اہمیت: ڈاڑھی کے متعلق بے شمار احادیث میں سے صرف دو حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ ڈاڑھی تمام انبیاء کرامؑ کی سنت ہے، اسلام کا شعار ہے، مرد و عورت کی شناخت کا ذریعہ ہے اور مرد کی زینت ہے۔ تمام صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ نے ڈاڑھیاں رکھیں۔ ڈاڑھی کو رسول ﷺ کے طریقہ کا لحاظ کرتے ہوئے سنت کہا جاتا ہے۔ ورنہ دین میں احکام کی فقہی ترتیب کے لحاظ (فرض، واجب، سنت، نفل اور مستحب۔۔۔) سے ڈاڑھی واجب ہے۔ اسے منڈوانے والا اور کتروانے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔　(مظاہر حق/مجالس ابرار)

ڈاڑھی کی مقدار کیا ہو؟

اس کا فیصلہ حضور ﷺ کے قول و عمل سے بالکل واضح ہے۔ آپ ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ﷺ **کث اللحیه** (گھنی ڈاڑھی والے) **عظیم اللحیه** (بڑی ڈاڑھی والے) **کثیر شعرا لحیه** (کثیر ریش مبارک والے) تھے کہ ڈاڑھی آپ کے سینے مبارک کو بھر دیتی تھی۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے متعلق آتا ہے کہ ان کی ڈاڑھیاں سینوں کو بھر دیتی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ڈاڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے متعلق چھ الفاظ

(۱) اِعفاء (بڑھنے دینا)۔ (۲) اِیفاء (پوری رکھنا)۔ (۳) اِرجاء (چھوڑ دینا)۔
(۴) اِرخاء (لٹکانا)۔ (۵) توفیر (کثرت سے بڑھانا)۔ (٦) ودع (چھوڑ دینا)۔
استعمال فرمائے ہیں۔ اس سب کا مفہوم ڈاڑھی کو بڑھنے دینا اور بڑھانا ہے۔ اس کی حکم کی علت یہ ہے کہ مجوسی اور مشرکین ڈاڑھیاں کٹواتے تھے یا منڈواتے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے امت کو حکم دیا کہ ڈاڑھیاں بڑھا کر مونچھیں کترواکر ان کی مخالفت کریں اور مشابہت سے بچیں۔

مطلق ڈاڑھی بڑھاؤ کے الفاظ سے بعض ائمہ نے بالکل کاٹنے سے منع کیا ہے لیکن اکثر ائمہ کے نزدیک ایک مشت سے زائد کاٹنا جائز ہے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت جابرؓ وغیرہ ایک مشت سے زائد ہونے پر کٹوادیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ:

حدیث: عَنْ عَمْرُوبْنِ شُعَیب عَنْ اَبِیهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاْخُذُمِنْ لِحْیَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَاوَ طُوْلِهَاO (جامع ترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض سے کاٹتے تھے۔

حج اور عمرہ کے بعد آپ ﷺ اور صحابہؓ سے یہ ثابت ہے کہ ایک مشت سے زائد کٹوادیا کرتے تھے۔ جو ڈاڑھی ایک مشت یا اس سے زائد ہو اسی پر شرعی ڈاڑھی کا اطلاق ہوتا ہے۔ ایک مشت ڈاڑھی پر ائمہ اربعہ ہی نہیں بلکہ امت کے

تمام فقہاء کا اجماع ہے۔

تنبیہ:

ایک مشت سے کم ڈاڑھی کو ائمہ نے مخنث (ہجڑے) کی ڈاڑھی، فاسق کی ڈاڑھی اور ڈاڑھی کا مثلہ (جنگ میں مرنے والوں کے اعضاء کاٹنا) کے الفاظ سے موسوم کیا ہے۔ کوئی شخص گناہ کے ارتکاب کے وقت ہی گنہگار رہتا ہے۔ مگر ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے کا جرم ہمہ وقتی ہے اس لئے کہ ایسا شخص مستقل گنہگار رہے۔

خلاصہ:

فقہی احکام کے لحاظ سے ایک مشت ڈاڑھی واجب ہے۔ اس کا منڈوانے اور کتروانے والا فاسق ہے۔ اس کی گواہی نا قابل قبول ہے اسکی امامت، اذان، اور اقامت مکروہ تحریمی ہے۔ (جواہر الفقہ، احسن فتاویٰ، اختلاف امت اور صراط مستقیم، آپ کے مسائل اور ان کا حل وغیرہ)

(۲۲) حق و باطل کی پہچان

ایک عام مسلمان یہ محسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہماری امت مختلف فرقوں اور جماعتوں میں بٹ گئی ہے۔ان کے اختلافات صرف فروعی ہی نہیں بلکہ بنیادی مسائل میں بھی پائے جاتے ہیں۔مزید یہ کہ ہر فرقہ اور جماعت قرآن اور حدیث ہی سے دلیل پیش کرتا ہے اور اپنے آپ کو برحق اور دیگر فرقوں کو باطل اور گمراہ سمجھتا ہے۔یہ صورتحال متلاشیانِ حق کے لئے پریشان کن ہے۔پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ کی یہ درج ذیل حدیث حق اور باطل فرقوں کا دوٹوک فیصلہ کرنے والی ہے۔

کونسا فرقہ حق اور ناجی ہے اور کونسا گمراہ اور جہنمی ہے؟

عَنْ عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عُمْرٍو رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِی کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَااَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (ترمذی) فِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَوَاَبِیْ دَاؤدَ عَنْ مُعَاوِیَۃَ رض ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ وَاِنَّہٗ

سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ بِصَاحِبِہٖ لَایَبْقٰی مِنْہُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر وہ دور آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ بے شک بنی اسرائیل بہتّر (72) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت تہتّر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب دوزخی ہوں گے سوائے ایک فرقے کے۔ صحابہؓ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا فرقہ ہے جو جنتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہوگا۔ مسند احمد اور ابوداؤد کی روایت جو حضرت معاویہؓ سے نقل کی گئی ہے یوں ہے کہ بہتّر (72) فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ فرقہ ''الجماعتہ'' ہے۔ اور قریب ہے کہ میری امت میں ایسے گروہ ظاہر ہوں گے جن میں نفسانی خواہشات (عقائد و اعمال میں بدعتیں) اس طرح سرایت کئے ہوں گے جس طرح ہڑک والے کے اندر ہڑک سرایت کر جاتی ہے کہ اس کے جسم کی کوئی رگ اور جوڑ ایسا باقی نہیں رہتا جس میں وہ ہڑک گھس نہ گئی ہو۔ (ہڑک سے مراد وہ بیماری ہے جو دیوانہ کتا کاٹنے سے ہوتی ہے جس کو HydroPhobia کہتے ہیں۔ ایسا مریض پانی سے خوف کھاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے)۔

صحابہؓ معیار حق ہیں:

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ معیار حق ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے قول وفعل کا کس کو انکار ہو سکتا ہے بجز کھلے کافر کے۔ اصل مسئلہ صحابہؓ کے قول وفعل کو حجت ماننا ہے۔ جو فرقہ بھی اس کا انکار کرے گا وہ گمراہ اور جہنمی ہے۔ جن فرقوں نے صحابہؓ پر سبّ وشتم، طعن وتشنیع اور تنقید وتنقیص کی راہ اپنائی انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کا مژدہ سنایا۔

وَعَنْ عُوَیْمَ بْنِ سَاعِدَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَاَنْصَارًا وَاَصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَتُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عویم ابنِ ساعدہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے میرے اصحابؓ کو بھی چن لیا پھر ان میں سے بعض کو میرے وزراء بعض کو میرے انصار اور بعض کو میرے سسرالی رشتہ دار بنایا۔ پس جو انہیں برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

خوارج و روافض اور دورِ حاضر کے آزاد فکر کے کئی فرقے اور جماعتیں ''سبّ صحابہؓ (صحابہ کو برا بھلا کہنے)'' کے جرم میں کم وبیش شریک ہیں اور ملعون ہیں۔ یہ لعنت ہی کا اثر ہے کہ حق وباطل کی تمیز ہی ان سے اٹھالی گئی ہے۔ لعنت اللہ

کی رحمت سے دوری کا نام ہے، جب اللہ کی رحمت سے دوری ہوگئی تو یقیناً ہدایت سے بھی محرومی ہوگی۔ لعنت اور رحمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے دین کی مبادیات سے ناواقف رہ کر دین کی بڑی بڑی باتیں ہانکتے ہیں! قرآن کو جو لوگ صحیح نہیں پڑھ سکتے درسِ قرآن کے حلقے قایم کرتے ہیں جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱) وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَأْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ○ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے رویت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں ”جس نے قرآن میں بغیر علم کے کوئی بات کہی اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے“۔

۲) عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَأْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ ○ (ترمذی،ابوداود)

ترجمہ: حضرت جندبؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی اگر وہ صحیح بھی ہو تو اس نے خطا کی (کیونکہ یہ طریقہ غلط ہے)۔

کچھ لوگ حدیثِ رسول ﷺ کے نام سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں حالانکہ وہ حدیثِ رسول ﷺ نہیں ہوتیں۔انہیں اللہ کے رسول ﷺ کی یہ تنبیہ خوب کان کھول کرسن لینا چاہیئے۔وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِتَّقُوا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّامَاعَلِمْتُمْ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًافَلْیَتَبَوَّاْمَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِo (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کرنے سے بچومگر یہ کہ تم خوب جانتے ہو۔جس نے جانتے بوجھتے جھوٹی بات میری طرف منسوب کی تو اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

خوش خبری:

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَنَاخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُاللّٰہِ o (ابوداود،ترمذی)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا: ۔۔۔۔اور میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میری امت میں ایک جماعت برابرحق پر اور دشمنانِ دین پر غالب رہے گی جوان کی مخالفت کرے گا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے۔

تنبیہ:

؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نہ باید داد دست

بہت سے ابلیس دینی رہنما کی شکل میں گمراہیاں پھیلا رہے ہیں، ہر کس و ناکس جو قرآن وحدیث کا نام لیتا ہے اس کے پیچھے مت لگو۔ ان دِنوں ابلیس اپنے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں حدیث لے کر اپنا مشن پھیلا رہا ہے۔ تمام گمراہ فرقے قرآن اور حدیث کے نام پر ہی اپنی بات چلاتے ہیں۔

خلاصہ: اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہؓ کا طریقہ ہی صراطِ مستقیم، ہدایت، نجات اور حق کا راستہ ہے۔ اسکے ماسوا جو کچھ بھی ہو وہ ضلالت اور گمراہی ہے۔ اسی کی روشنی میں اور اسی معیار کے مطابق کسی شخص یا جماعت کو جانچ کر دیکھنا چاہئے۔

وباللہ التوفیق..

(۲۴) قصدالسبیل (سیدھا راستہ)

اللہ تعالیٰ سورۂ نحل کی آیت نمبر ۹ میں فرماتے ہیں کہ

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ؕ وَلَوْشَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ O

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعض ان میں ٹیڑھی بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ چلاتا۔

دوسرا ترجمہ اس آیت کا یہ بھی ہے کہ سیدھی راہ دکھانا اللہ کے ذمہ ہے (از راہ فضل وکرم) اور بعض ان میں ٹیڑھی بھی ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ چلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے فضل وکرم سے انسانوں کو وجود بخشا اور ان کی تمام مادی ضرورتیں پوری کیا اسی طرح یہ اس کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے منتخب بندوں کو نبوت و رسالت کے مناصب عطا کر کے ان پر اپنی کتابیں نازل کیں۔ اور بندوں کی ہدایت کا انتظام کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا O (النساء: ۱۶۵)

ترجمہ: پیغمبر بھیجے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تا کہ لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے آنے کے بعد کوئی الزام نہ رہے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور سب حکمتوں کا جاننے والا ہے۔

جس سیدھے راستے کی ہم ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں وہ انہیں کا راستہ ہے۔ سیدھے راستے کی تعریف وتعین مثبت اور منفی دونوں طریقے سے واضح کردی گئی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں فرمایا گیا۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَالضَّآلِیۡنَ o

ترجمہ: ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا جو مغضوب اور گمراہ نہیں ہیں۔

مغضوب سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ انعام یافتہ گروہ کی تفصیل سورۃ النساء آیت نمبر: ۶۹ میں اس طرح کی گئی۔

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا o

ترجمہ: جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یہ حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

قیامت تک کے لئے مثالی نمونہ:

حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر قیامت تک انسانوں کیلئے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (سورۃ احزاب: ۲۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ میں تمہارے لئے ایک مثالی نمونہ ہے۔

علمائے ربانی انبیائے کرام کے وارث ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ...اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْادِیْنَارًا وَّلَادِرْھَمًاوَاِنَّمَاوَرَّثُوالْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ ٥ (احمد،ترمذی،ابنِ ماجه،ابوداود،الدارمی)

ترجمہ: حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ بے شک علمائے دین انبیائے کرامؑ کے وارث ہیں انبیائے کرامؑ اپناورثہ دیناراوردرہم (روپیہ پیسہ) کی صورت میں چھوڑ کرنہیں جاتے بلکہ ان کا ورثہ صرف علمِ دین ہے پس جس نے دین کا علم حاصل کرلیااس نے پورا حصہ پالیا۔

علمائے دین دوقسم کے ہیں:

۱)علمائے ربانی۔ ۲) علمائے سوء۔

انبیائے کرامؑ کے وارثین علمائے ربانی ہیں نہ کہ علمائے سوء۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے علمائے ربانی کوعلمائے آخرت اورعلمائے سوء کوعلمائے دنیااوردُزدانِ دین (دین کے چور) کے نام سے موسوم کیا ہے۔

علمائے حق کی شناخت:

۱) دین کا صحیح علم رکھنے والا (۲) دین پر عمل کرنے والا (۳) تحصیل علم وعمل میں اخلاص اختیار کرنے ولا (۴) اللہ کا تقویٰ اورخشیت رکھنے والا (۵) اپنے علم اور عمل سے آخرت کومقصود بنانے والا (٦) کسی عالم ربانی کا تربیت یافتہ ہو(٦) کسی

عالم ربانی کا اجازت یافتہ ہو۔

صراطِ مستقیم کے موانع:

۱) خود بینی وخود رائی (۲) خواہشاتِ نفس کی پیروی (۳) تکبر (۴) علمائے ربانی کی ناقدری۔

خلاصہ: قصد السبیل (سیدھا راستہ) جو اللہ کی رضا اور جنت تک لے جانے والا ہے۔ کسی عالمِ ربانی کی پیروی پر موقوف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۱۵ میں فرمایا ہے۔۔۔

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○

ترجمہ: اس کی راہ چل جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تمہیں لوٹ کر میرے پاس آنا ہے پھر میں تمہیں بتاوں گا تم کیا کیا کرتے تھے۔

(۲۴) انمول دعائیں

۱) سیدُ الاستغفار:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم "سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"

قَالَ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوْقِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ الَّیْلِ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (صحیح بخاری)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار (سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ تم اللہ سے عرض کرو کہ ''اے اللہ تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے تجھ سے جو عہد اور وعدہ کیا ہے اس پر جہاں تک ہو سکا میں قائم ہوں۔ اپنے عمل کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں اس کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ میرے گناہ بخش دے تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں''۔

جو بندہ یقین کے ساتھ دن میں سید الاستغفار پڑھے اور شام ہونے سے پہلے اس کی موت آجائے تو وہ جنتی ہے اور جو بندہ یقین کے ساتھ رات میں یہ استغفار پڑھے صبح ہونے سے پہلے اسکی موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔

۲) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو اپنے گھر سے نماز کیلئے نکلے اور درج ذیل دعا پڑھے۔تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ستّر ہزار فرشتوں کو لگا دیتے ہیں جو اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ بذات خود اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَااِلَیْکَ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ بَطَرًاوَّلَااَشَرًاوَّلَارِیَاءً وَّلَاسُمْعَةً اِنَّمَاخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّااَنْتَ۔ (مظاہر حق۔جلد دوم)

ترجمہ: اے اللہ آپ کے در کے بھکاریوں کے طفیل اور آپ کی طرف اس چلنے کے طفیل آپ سے سوال کرتا ہوں۔ نہ میں اتراتا ہوا، نہ میں اکڑتا ہوا نکلا ہوں، نہ ریاکاری اور شہرت کے لئے بلکہ آپ کی ناراضگی کے خوف اور آپ کی رضا کی طلب میں نکلا ہوں، میرا سوال ہے کہ آپ مجھے آگ سے نجات دیجئے، اور میرے گناہ معاف کر دیجئے۔آپ کے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں ہے۔

۳) حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص

صبح کے وقت ۳ مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر سورۃ حشر کی آخری ۳ آیتیں پڑھے تو اللّٰہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مقرر کرتے ہیں جو اس کے لئے توفیقِ خیر کی اور دفع شر کی اور اس کے گناہوں کی بخشش کی شام ہونے تک دعا کرتے ہیں اگر اس دن میں اسے موت آجائے تو شہید مرتا ہے۔اسی طرح جو شخص بھی رات میں پڑھے تو اس کو یہی فضیلت حاصل ہوگی۔

(مظاہر حق۔جلد دوم)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَلْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ o

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے اور وہ اللّٰہ تعالیٰ ایسا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ذات ہے بے عیب ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے کمالِ قوت کا مالک ہے نہایت زبردست ہے اور بڑی عظمت والا ہے اللّٰہ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔وہی اللّٰہ ہے جو ہر چیز کا خالق ،ایجاد کرنے والا، صورت گری کرنے والا ہے سب اچھے نام اس کے لئے خاص ہیں آسمانوں اور زمین میں جو بھی مخلوقات

ہیں سب اس کی پاکی بیان کرتی ہیں وہ کمالِ قوت اور کمالِ حکمت کا مالک ہے۔

۴) قیامت کے دن اللہ کی رضامندی کا پروانہ۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا جو بندہ صبح اور شام میں یہ تین دفع کہے۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا (میں راضی ہوں اللہ کو اپنا رب مان کر اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمدﷺ کو اپنا نبی تسلیم کر کے) تو اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کیلئے اپنا ذمہ لیا ہے کہ قیامت کے دن اس کو ضرور خوش کرے گا۔

(مسند احمد، جامع ترمذی)

۵) حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسولﷺ نے فرمایا جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اسے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں کرے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ: میں اس اللہ کے نام سے جس کے نام پاک سے زمین و آسمان کی کوئی بھی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی اور وہ سب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(جامع ترمذی ،سنن ابن ابی دائود)

۶) جو شخص صبح وشام درج ذیل دعا پڑے گا اس کی جان، مال، اہل وعیال پر کوئی آفت نہیں پہنچے گی۔

رَبِّیَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ لَّاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِ الْعَظِیْمِ اَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰہَ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا اَعُوْذُبِاللّٰہِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ مِنْ نَا صِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (کنزالعمال 3573)

ترجمہ: اللہ ہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے جو کچھ اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو اس نے نہیں چاہا نہیں ہوا طاقت اور قوت بس اللہ کی ہے جو برتر ہے اور عظمت والا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے میں اللہ تعالی سے پناہ طلب کرتا ہوں جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے ہر اس جانور کے شر سے جس کی چوٹی تو نے پکڑ رکھی ہے بے شک میرا رب صحیح راستہ پر ہے۔

۷) عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی صبح اور مغرب کی نماز پڑھ کر اٹھنے سے پیشتر پاوں موڑنے سے

پہلے درجہ ذیل کلمات ۱۰ بار پڑھے گا تو اس کے لئے ایک بار پڑھنے پر

۱) ۱۰ نیکیاں لکھی جائیں گی

۲) ۱۰ گناہ معاف کردیئے جائیں گے

۳) ۱۰ درجات بلند کردیئے جائیں گے

۴) ہر بری چیز اور شیطان سے یہ کلمات اس کی حفاظت کا ذریعہ بنیں گے

۵) شرک کے علاوہ کوئی گناہ اس کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا

۶) یہ شخص عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوگا سوائے اس شخص کے جو اس سے بھی زیادہ تعداد میں ان کلمات کو کہنے والا ہوگا۔

لَاالٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَعَلٰی کُلِّ قَدِیْرٌ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لئے ہے اور ساری تعریفوں کا وہی مستحق ہے ساری بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے وہی زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲۵) ملعون فرقے

(۱) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابًافَجَعَلَ لِیْ مِنْھُمْ وُزَرَاءَ وَاَنْصَارًاوَاَصْھَارًا فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَلَایَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَلَاعَدْلًا۔

(عن عویم بن ساعدہؓ.رواہ حاکم ،طبرانی اور محاملی)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے اصحابؓ کو بھی چن لیا پھر ان میں سے بعض کو میرے وزراء بعض کو میرے انصار اور بعض کو میرے سسرالی رشتہ دار بنایا۔پس جو میرے کسی صحابیؓ کو برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی ،فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔اللہ اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

(۲) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابًا وَاَنْصَارًا وَاَصْھَارًا وَسَیَاتِیْ قَوْمٌ یَسُبُّوْنَھُمْ وَیَسْتَنْقِصُوْنَھُمْ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ۔ (عن انسؓ:رواہ العقیلی)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے ساتھیوں کو بھی چن لیا پھر ان میں سے بعض کو میرے وزراء بعض کو میرے انصار اور بعض کو میرے سسرالی رشتہ دار بنایا۔عنقریب ایک قوم آئے گی جو انہیں برا بھلا کہے گی ،ان کی تنقیص کرے گی ۔تم ان کے ساتھ ہرگز مت بیٹھنا اور نہ ان کے

ساتھ کھانا پینا اور نہ ان کے ساتھ نکاح (بیٹا بیٹی کا لین دین) کرنا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جن فرقوں پر لعنت کی وعید سنائی ہے ان کے ساتھ ہر طرح سے دوری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ بلا شبہ زمانۂ ماضی وہ فرقے ''روافض'' اور ''خوارج'' ہیں۔ دورِ حاضر کے بعض فرقوں اور جماعتوں نے بھی صحابہ کرامؓ پر تنقید اور تنقیص کا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا مقام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک کیا ہے درجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

(۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَاتَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًامِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْاٰذَی اللّٰهَ فَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں دوبارہ مکرر تاکید و مبالغہ سے فرمایا اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں۔ میرے بعد ان کو تنقید اور تنقیص کا نشانہ مت بناؤ۔ جو بھی ان سے محبت کرتا ہے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو بھی ان سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ تعالیٰ

عنقریب اس کی گرفت کریں گے۔

(۴) عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُ لَعَنْتُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّ کُمْ O (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو کہہ دو کہ تمہارے اس فعل پر اللہ کی لعنت ہے۔

(۵) عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَئُھُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ (ابنِ عدی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللّٰد کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہونگے جو میرے اصحابؓ پر تنقید اور تنقیص کرنے میں بڑے بے باک ہونگے۔

لعنت کے اثرات:

لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں۔لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔رحمتِ الٰہی سے محروم لوگ عام طور پر ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔یہ لعنت کے اثرات ہیں کہ یہ فرقے دین کی صحیح سمجھ سے محروم ہیں اور امت میں گمراہیاں اور انتشار پھیلاتے رہتے ہیں۔

امت کو آگاہی:

لعنت زدہ فرقوں کی ہدایت قبول کرنے کی توقع تو کم ہے چونکہ یہ فرقے عوام الناس سے میل جول قائم کر کے اپنے اثرات پھیلاتے ہیں، انہیں خبردار کرنے کے لئے یہ تحریر رقم کی جارہی ہے، اپنا ایمان بچانا ہے تو ان کی پرچھائیوں سے بھی بچیں۔ اللہ امت مسلمہ کو تمام گمراہیوں سے بچا کر اہل سنت والجماعت کے راستے پر چلائے۔ آمین۔

(۲۶) اِجماعِ امت

دین وشریعت کے اصول میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے بعد ''اجماع امت'' ایک اہم اصول ہے۔عربی لغت میں اجماع کے دو معنی ہیں۔ ایک پختہ ارادہ وعزم اور دوسرا اتفاق۔ یہاں اجماع امت سے مراد امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔

اجماع کی تعریف:

اِتِّفَاقُ الْمُجْتَہِدِیْنَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ فِیْ عَصْرٍ عَلٰی اَمْرٍ مِنْ الْاُمُوْرِ ○ (توضیح و تلویح : ۵۱۶)

ترجمہ: کسی بھی زمانے میں امت کے مجتہدین اور صالحین کا کسی ایک واقعہ اور امر پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔

یہ قول اور فعل اور اعتقاد سب کو شامل ہے۔ یہ امت کی خصوصیت ہے کہ اس امت کا اجماع حجت ہے۔عوام اور غیر مجتہدین علماء اور فاسقین اور مبتدعین کا اجماع حجت نہیں ہے۔

اجماع کے دلائل قرآن سے:

۱)وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِیْرًا○ (سورۃ النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص بھی جس پر سیدھی راہ واضح ہونے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کرے تو ہم جو راہ اس نے اختیار کی ہے اسے اسی کے حوالے کریں گے اور ہم اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ سے مخالفت اور غیر السبیل المومنین کی اتباع پر جہنم کی وعید سنائی ہے۔ جس پر وعید سنائی جاتی وہ حرام ہوتی ہے۔ جب یہ حرام ہوئی تو اس کی ضد یعنی رسول ﷺ کی موافقت اور سبیل المومنین کا اتباع واجب ٹھہرا۔ سبیل المومنین کا نام ہی اجماع ہے۔ جب اجماع کا اتباع واجب ٹھہرتا ہے تو اس کا حجت ہونا ثابت ہو گیا اور اس کا ماننا فرض ہے۔

۲) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۝ (ال عمران:۱۰۳)

ترجمہ: اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ میں مت پڑو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے اور تفرقہ سے منع فرمایا ہے۔ تفرقہ، اجماع کے خلاف جانا ہے۔ جب تفرقہ منع ہے تو اجماع واجب ٹھہرا اور شرعی حجت قرار پایا۔

۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝

(النساء:۹۵)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اور جو تم میں صاحب

امر ہیں اطاعت کرو۔

صاحب امر سے مراد مجتہدین امت ہیں یا حکام ہیں۔اگر مجتہدین کسی حکم پر اتفاق کر لیں تو ان کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے۔اگر صاحب امر سے مراد حکام ہیں تو انہیں بموجب قول بارتعالیٰ

فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ○ (الانبیاء:۷)

ترجمہ: پس پوچھ لیا کرو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے۔

اہل علم کسی معاملے میں متفق ہو جائیں تو حکام کو ان کا فیصلہ ماننا ضروری ہے۔

اجماع کے دلائل حدیثِ رسول ﷺ سے:

۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَايَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْقَالَ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّشُذَّ فِی النَّارِ ○ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ میری امت کو یا یہ فرمایا کہ امت محمدی کو گمراہی پر نہیں جمع کرے گا۔اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ تنہا ہی جہنم میں ڈالا جائے گا

۲) عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّبِعُوْاالسَّوَادَ لْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّشُذَّ فِی النَّارِ ○ (مشکوۃ)

ترجمہ: بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جماعت سے الگ ہوا وہ تنہا ہی جہنم میں ڈالا جائے گا۔ یعنی قول وفعل اور اعتقاد جو جمہور علمائے حق کے ہیں اس کے مطابق عمل کرو۔

۳) عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ اللّٰد کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے۔ بھیڑیا اُس بکری کو اُچک لیتا ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہونے والی اور دور ہونے والی اور کنارے ہونے والی ہو۔ بچو تم پہاڑ کے دروں سے اور مضبوط پکڑو جماعت اور مجمع کو۔

۴) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ ○ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جماعت (اجماع) سے بالشت بھر بھی جدا ہو گیا اس نے اسلام کا پٹّہ اپنی گردن سے نکال پھینکا۔

امام الحرمین کا فتویٰ:

فضیلۃ شیخ امام الحرمین محمد عبد اللہ السبیل نے ایک سائل کے جواب میں بحوالہ

نمبر ۲۹۱۰ مورخہ ۸ محرم ۱۴۱۶ھ یہ فرمایا کہ بالاتفاق علماء، صحابہؓ وتابعینؒ اور فقہاءؒ کا اجماع ''حجۃ شریعۃ'' ہے اور قطعی امر میں اجماع کا انکار کفر ہے۔

چند مسائل جن پر امت کا اجماع ثابت ہے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت

(۲) رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح

(۳) ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہونے پر

(۴) نماز جنازہ کے چار تکبیرات پر

(۵) متعہ کی حرمت پر

(۶) جماع بغیر انزال کے غسل واجب ہونے پر

(۷) ایک مشت ڈاڑھی رکھنے پر وغیرہ وغیرہ۔

تنبیہ: خوارج، روافض (شیعہ)، معتزلہ، فرقے اجماع کے مخالف رہے ہیں۔ اس دور میں بھی کئی فرقے اور جماعتیں اجماع کے مخالف ہیں۔

خلاصہ: سلامتی کی راہ یہی کہ اپنے قول عمل اور اعتقاد کو اجماعِ امت اور جمہور اہل اسلام کے مطابق بنائیں۔ **و باللہ التوفیق۔**

(۲۷) فوزِ عظیم (بڑی کامیابی) کیا ہے؟

قرآن کریم میں 27 مرتبہ فوز یعنی کامیابی کا ذکر آیا ہے۔ کہیں فوزِ عظیم (عظیم کامیابی)، کہیں فوزِ کبیر (بڑی کامیابی) اور کہیں فوزِ مبین (کھلی کامیابی) فرمایا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کے تمام مقامات کا تتبع کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فوزِ عظیم، فوزِ کبیر اور فوزِ مبین سے مراد آخرت کی دائمی زندگی میں حاصل ہونے والی کامیابی ہے۔

۱) فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (سورۃ ال عمران :185)

ترجمہ: جو شخص آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا بلا شبہ وہی کامیاب ہوا۔ اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان کے سوا کچھ نہیں۔

۲) تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○

(سورۃ النساء:13)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالی اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

۳) وَعَدَاللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهٰرُخٰلِدِيْنَ فِيْهَاوَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذَالِكَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُo (سورة توبہ: 72)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور عدن کی جنتوں میں پاکیزہ مکانات ان کے لئے ہوں گے اور اللہ کی رضا مندی سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ان مذکورہ نعمتوں کا حصول بہت بڑی کامیابی ہے۔

۴) وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْرَحِمْتَه‘ ؕ وَذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُo (سورۃ مومن:9)

ترجمہ: (اے ہمارے رب)اور آپ ان لوگوں کو ہر برائی کی پاداش سے محفوظ رکھیئے اور جس کو آپ نے اس دن برے کاموں کی پاداش سے بچالیا واقعی آپ نے اس پر بہت بڑا رحم کیا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

۵) وَمَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍفَقَدْرَحِمَه‘وَذٰلِكَ الْفَوْزُالْمُبِيْنُo

(سورۃ انعام:16)

ترجمہ: اور اُس دن جس پر سے عذاب ہٹالیا گیا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر بہت بڑا رحم کیا اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

٦) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْاوَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهٰرُذٰلِكَ

الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ‎o (سورۃ البروج:11)

ترجمہ: بے شک جولوگ ایمان لائے اعمال صالحہ کرتے رہے ان کے لئے جنتیں ہوں گی جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

فوزِ عظیم، فوزِ کبیر اور فوزِ مبین درجہ ذیل اجزاء کا مجموعہ ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کو معاف کرے۔

۲) بندہ کی برائیاں دور کرے۔

۳) دوزخ کے عذاب سے بچائے۔

۴) جنت میں داخل کرے۔

۵) اپنی رضا کا پروانہ اس کو عطا فرمائے۔

(۲۸) کِبُر۔تکبُّر

اس دنیا میں سب سے پہلے ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کوسجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس نے انکار کیا اس کے انکار کا سبب کبر ہی تھا۔

وَاِذْقُلْنَالِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْالِاٰدَمَ فَسَجَدُوْ آاِلَّا اِبْلِيْسَ ط اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَO (سورۃ البقرہ:34)

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کوسجدہ کریں تو سب سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

ے
تکبّر عزازیل را خوار کرد
زندانِ لعنت گرفتار کرد

(تکبر نے شیطان کو ذلیل وخوار کر دیا،لعنت کے قید خانہ میں گرفتار کر دیا)

کبر کی شناعت (برائی):

کبر ایسا عام اور پھیلا ہوا مرض ہے کہ بہت کم ہی افراد جن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی رحم وکرم ہے بچے ہوئے ہیں۔کبر خود بھی بہت بڑا مرض ہے اور کئی امراض کی جڑ ہے۔اسی لئے صوفیائے اکرام نے اسے ’’ام الامراض‘‘ (بیماریوں کی ماں) قرار دیا ہے۔کفر کا سبب بھی غور کیا جائے تو کبر ہی نکلے گا۔انسان اپنے آپ کو خود مختار سمجھ کر اپنے خالق و مالک کا اور اسکے احکام کا انکار کرتا ہے۔جو چیزیں

عام ہو جاتی ہیں ان کا احساس بھی لوگوں میں کم ہو جاتا ہے، یہی حال کبر کا ہے۔

کبر کی حقیقت: کبر کیا ہے اور کیا نہیں ہے درجہ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

حدیث: **عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَنَعْلُہٗ حَسَناً قَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ۝ (مسلم)**

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی کبر ہے۔ کسی شخص نے پوچھا ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اس کے جوتے اچھے ہوں تو کیا یہ کبر میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ کبر حق کو رد کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

کبر کا جرمِ عظیم ہونا:

حدیث قدسی: **عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَۃُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْھُمَا اَدْخَلْتُہُ النَّارَ (مسلم)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا

تہہ بند ہے جو بھی ان دو میں سے مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا۔

کبر کا دنیا میں برا انجام:

حدیث: عَنۡ عُمَرؓ قَالَ وَهُوَ عَلَى الۡمِنۡبَرِ يَااَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوۡا فَاِنِّىۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ مَنۡ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىۡ نَفۡسِهٖ صَغِيۡرٌ وَفِىۡ اَعۡيُنِ النَّاسِ عَظِيۡمٌ وَمَنۡ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىۡ اَعۡيُنِ النَّاسِ صَغِيۡرٌ وَفِىۡ نَفۡسِهٖ كَبِيۡرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِمۡ مِنۡ كَلۡبٍ اَوۡ خِنۡزِيۡرٍO (شُعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے برسرِ منبر ارشاد فرمایا اے لوگو تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ اس کے مرتبہ کو بلند کرے گا وہ اپنی نگاہ میں تو حقیر ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں عظیم ہے اور جو بھی تکبر اختیار کرے گا اللہ اس کے مرتبہ کو پست کریں گے وہ اپنے آپ کو تو بڑا سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر سے بھی ذلیل۔

کبر کا آخرت میں انجام:

حدیث: عَنۡ عُمَرِوبۡنِ شُعَيۡبٍ عَنۡ اَبِيۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُحۡشَرُوۡنَ الۡمُتَكَبِّرُوۡنَ اَمۡثَالَ الذَّرِّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِىۡ صُوَرِ الرِّجَالِ

يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُالْاَنْيَارِيُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِطِيْنَةَ الْخَبَالِ. (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں جمع کیا جائے گا صورتیں انسانی ہوں گی ۔ چاروں طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی ان کو جہنم کے اس قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا جس کو بولس کہتے ہیں اور ان پر آگوں کی آگ چھا جائے گی اور انہیں دوزخیوں کے زخموں کا نچوڑ۔ **طينة الخبال** پلایا جائے گا۔

کبر کا علاج:

انسان اپنی حقیقت اور اپنے انجام کو پیش نظر رکھے ۔انسان دو مرتبہ پیشاب کی جگہ سے نکلا ہے، پہلی مرتبہ باپ کے پیشاب کی جگہ سے دوسری مرتبہ ماں کے پیشاب کی جگہ سے !ایک صاحب اکڑ کر اتراتے جارہے تھےایک بزرگ نے دیکھا تو فرمایا اتنا اکڑنا اچھا نہیں تو ان صاحب نے کہا جانتے ہو میں کون ہوں؟ اس بزرگ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم کون ہوتمہاری ابتدا گندے پانی (نطفہ) سے ہوئی اور انتہا ایک سڑی لاش (جیفہ) پر ہوگی ۔اوراس درمیان اپنے بدن میں ڈھیر سی گندگیاں (قذرہ) لئے تم پھرتے ہو!

(۲۹) ذِکراللہ

I) کسی عمل کو کثرت سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ذکراللہ ہے۔

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوااذۡکُرُوااللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ۝ (سورۃ احزاب:41)

ترجمہ: اے ایمان والواللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

II) تمام اعمال کی غرض وغایت ہی ذکراللہ ہے اور انسان کے دل ودماغ میں اللہ کی یاد قائم کرنا ہے۔ چنانچہ نماز جو سب سے اعلیٰ عمل ہے اس کے متعلق فرمایا گیا۔

اِنَّنِیۡ اَنَااللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَافَاعۡبُدۡنِیۡ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ۝ (سورۃ طٰہٰ۔۱۴)

ترجمہ: اور بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

III) سب سے بڑا عمل ذکراللہ ہے۔ وَلَذِکۡرُاللّٰہِ اَکۡبَرُ ۝ (سورۃ العنکبوت:45)

ترجمہ: اور اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے۔

ذکر کی حقیقت:

صحاح وقاموس میں لکھا ہے کہ ذکر ضد ہے نسیان کی جو فعل ہے دل کا، تو ذکر بھی دل کا فعل ہو گیا۔ جیسے کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص مجھے یاد آرہا ہے، یاد تو دل ہی میں ہوتی ہے اور اس کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔

ذکر کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذکرقلبی، (۲) ذکرلسانی۔ ذکرقلبی اعلیٰ اور قوی تر ہے۔

ذکر قلبی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تفکر: اللہ تعالیٰ کی عظمت جبروت وملکوت میں اور اس کی نشانیوں میں غور فکر کرنا۔ یہ ذکر ستر درجہ افضل ہے جس کو اعمال لکھنے والے فرشتے بھی سنتے نہیں اور نہ ہی لکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان فرشتوں سے پوچھیں گے میرے بندوں کے اعمال میں سے کچھ چھوڑا تو نہیں؟ عرض کریں گے جو کچھ ہم نے جانا اور یاد رکھا وہ سب اعمال کے دفتر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائیں گے کہ ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اس کا بدلہ آج ہم تجھے دیں گے۔ وہ ذکر خفی ہے۔

(۲) اطاعت: اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کو ہر وقت یاد رکھنا۔ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں۔ **کُلُّ مُطِیْعِ اللّٰهِ ذَاکِرٌ** یعنی جو شخص اللہ کی اطاعت میں لگا ہوا ہے وہ ذکر ہی میں لگا ہوا ہے۔

ذکر لسانی:

i) دل کی یاد کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔ بعض وقت ذکر لسانی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے جیسے ایمان کی تصدیق کے باوجود زبان سے کلمہ نہ پڑھنے پر مسلمان نہ سمجھا جائے گا۔ اور بعض عبادتوں میں زبان سے ادا کئے بغیر عبادت نہیں ہوتی جیسے تکبیر تحریمہ، جنازے کی تکبیرات، نماز میں تلاوتِ قرآن وغیرہ۔ محض دل میں پڑھ لینے سے نماز درست نہیں ہوگی۔

ii) حدیث قدسی: **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ**

اَنَامَعَ عَبْدِیْ اِذَاذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اسکے ہونٹ میری یاد سے حرکت کرتے ہیں۔

iii) ایک اعرابی کے سوال پر کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَاوَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِنْ ذِکْرِاللّٰہِ. (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا انسانوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خوشحالی اس کے لئے ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اس کے اعمال نیک ہوں۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول تمام اعمال میں افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

ذکر کے ثمرات اور ذکر سے غفلت پر وعیدیں:

1) اللہ کی معیت: فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝

(سورۃ البقرہ: 152)

ترجمہ: پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو اور میری

ناشکری مت کرو۔

2) دل کی زندگی: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُمَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو موسٰیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو اللہ کو یاد کرنے والا ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرنے والا ہے گویا زندہ اور مردہ کی مثال ہے (یاد کرنے والا زندہ کی طرح ہے اور یاد نہ کرنے والا مردہ کی طرح ہے)

3) شیطان سے حفاظت: عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ اِبْنِ اٰدَمَ فَاِذَاذَکَرَاللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَاغَفَلَ وَسْوَسَ. (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے دل پر اپنا ڈنک رکھ کر بیٹھا ہے جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہو تو دور ہٹ جاتا ہے اور غافل ہو جاتا ہے تو وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

4) فلاح کا ذریعہ: وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَo (سورہ جمعہ: 10)

ترجمہ: اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

5) مبتلائے عذاب: وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِرَبِّہٖ یَسْلُکْہُ عَذَابًا صَعَدًاo

(سورۃ جن: 17)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کی یاد سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ناقابل

برداشت عذاب میں داخل کرے گا۔

6) معیشت کی تنگی: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى. (سورہ طہٰ:124)

ترجمہ: جو میری یاد سے منہ پھیر لے گا تو اسکی تنگی کی زندگی ہوگی۔ اور قیامت میں ہم اسکو اندھا اٹھائیں گے۔

7) اجر عظیم: وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۝ (سورۃ احزاب:35)

ترجمہ: اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کیلئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

8) اللہ کی رحمت: حدیث: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَاوَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْمُتَعَلِّمٌ ۔

(ابو هريره ترمذی، ابن ماجه)

ترجمہ: خبردار دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا ہے سوائے اللہ کے ذکر اور جو چیزیں کہ ذکر اللہ میں مددگار ہیں یا ذکر اللہ سے قریب کرنے والی ہیں۔ اور دین کا عالم اور دین کو سیکھنے والا۔

ذکر اللہ کی شکلیں: ذکر اللہ کی سب سے اعلیٰ اور مکمل شکل نماز ہے۔ اس کے بعد تلاوتِ قرآن، درود شریف اور مختلف اذکار اور دعائیں جو احادیث میں وارد ہوئیں ہیں۔

(۳۰) خوف وحُزن

کسی آئندہ ہونے والی مصیبت کا خیال کر کہ جو بے چینی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ خوف ہے اور زمانے ماضی میں جو مصیبت پہنچ چکی ہے اس کے اثرات سے دل میں رنج وغم ہوتا ہے وہ حزن کہلاتا ہے۔

جدید نفسیات کی زبان میں خوف کو Anxiety اور حزن کو Neurosis کہتے ہیں۔تمام نفسیاتی امراض انہی دو وجوہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے 25 مقامات پر ایمان والوں کو یہ بشارت سنائی ہے کہ نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔سیاق وسباق کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عالم آخرت کی زندگی میں اہل ایمان پر کسی طرح کا خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کو زمین پر اتارا گیا تو فرمایا گیا۔

۱) قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ٥ (سورۃ البقرہ:38)

ترجمہ: اور ہم نے حکم دیا تم سب نیچے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۲) لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوۡمُكُمُ الَّذِىۡ

كُنتُمْ تُوْعَدُوْنَ○ (سورۃ الانبیاء:۱۰۳)

ترجمہ: ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اس کے برخلاف جو لوگ نافرمانی کریں گے ان کے متعلق فرمایا گیا۔

۳) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ○

(سورۃ البقرہ:39)

ترجمہ: اور جو لوگ انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کریں گے یہ دوزخ میں جانے والے ہیں اور جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اولیاء اللہ کے متعلق قرآن میں آتا ہے۔

۴) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○ (سورۃ یونس:62)

ترجمہ: یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس کا کیا مطلب ہے کہ اولیاء اللہ پر کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا؟ اولیاء اللہ تو در کنار انبیائے اکرامؑ کو بھی دنیاوی چیزوں کا خوف وحزن لاحق ہوتا ہے۔ مگر اس درجہ کا نہیں جو عام لوگوں کو ہوتا ہے۔ مثلاً موسیٰؑ کا عصا جب انہوں نے خدا کے حکم سے زمین پر ڈال دیا تو سانپ بن کر دوڑنے لگا تو موسیٰؑ خوف سے ڈر کر بھاگے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی اور فرمایا۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاکَ ط فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ کَاَنَّھَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ط یٰمُوْسٰٓی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ O (سورۃ قصص: 31)

ترجمہ: اے موسیٰ تم اپنا عصا ڈال دو پھر موسیٰ نے اس عصا کو ایک تیز رفتار سانپ کی طرح حرکت کرتے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے موسیٰ آگے بڑھو اور ڈرو مت بے شک تم امن والوں میں سے ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ کا اپنے فرزند ابراہیمؓ کے انتقال پر غمگین ہونا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَیْفِ نِالْقَیْنِ کَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاھِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِبْرَاھِیْمَ فَقَبَّلَہٗ وَشَمَّہٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْہِ بَعْدَ ذٰلِکَ وَاِبْرَاھِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ یَا ابْنِ عَوْفٍ اِنَّھَا رَحْمَۃٌ ثُمَّ اَتْبَعَھَا بِاُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزُنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے گھر داخل ہوئے جو حضرت ابراہیمؑ (آپ ﷺ کے فرزند) کی رضائی ماں کا شوہر تھا آپ ﷺ نے ابراہیمؑ کو اپنی گود میں لیا اور چوما۔ پھر ہم اس وقت داخل ہوئے جبکہ ابرہیمؑ نزع کی حالت میں تھے آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے

آنسو جاری ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ بھی روتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے یہ تو رحمت ہے پھر اور آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا بے شک آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہاری جدائی سے اے ابراہیم ہم غمگین ہیں۔

ایمان والوں کو یقیناً آخرت کی زندگی میں خوف و غم نہیں ہوگا چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان اسکی ذات پر توکل، اللہ تعالیٰ سے لگاؤ اور آخرت کے اجر کی امید کی وجہ سے دنیاوی غم و حزن انہیں اتنا متاثر نہیں کرتا جتنا عوام الناس متاثر ہوتے ہیں اور حواس باختہ ہو جاتے ہیں بلکہ بعض تو اپنی جان ہی کھو بیٹھتے ہیں۔

دنیوی خوف وحزن کا علاج: ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا، رضا بالقضا رہنا، یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہیں اور حکیم بھی، رحمٰن بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں۔ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور ان کی رحمت ساری چیزوں کو اپنے احاطے میں لئے ہوئی ہے۔ دعا، استغفار اور اللہ کے رسول ﷺ کی وہ دعائیں جو آپ ﷺ نے مصیبت کے مواقع پر مانگی ہیں ان کا اہتمام انشاء اللہ تعالیٰ خوف وحزن کو بڑی حد تک دور کرے گا۔

(۳۱) توبہ واستغفار

راہ سلوک کا پہلا قدم ہی توبہ واستغفار ہے۔ بیعت ہونے والوں سے توبہ واستغفار کرا کے شریعت کی پابندی کا عہد لیا جاتا ہے۔ لہٰذا توبہ کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔

توبہ کے معنی:

توبہ جب بندے کی طرف سے ہوتی ہے ا۔ (تاب۔الیٰ) تو اسکا معنی اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ گناہوں سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، غیبت سے حضور کی طرف لوٹنا ہے۔ اور ۲۔ خدا کی طرف نسبت ہوتی ہے تو (تاب۔علیٰ) کے معنی خدا کا بندے کے گناہوں کو معاف کرنا، بخش دینا اور رحم کرنے کے ہیں۔

توبہ کا حکم:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا. (سورۃ تحریم:08)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کے حضور سچے دل کی توبہ کرو۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں توبہ کرنا ہر شخص پر فرض ہے۔

توبہ کی شرطیں:

۱) محض خوفِ الٰہی اور تعظیمِ امرِ الٰہی کے سبب توبہ کرے۔ کوئی غرض یعنی ضعف،

فقر وفاقہ، بدنامی اور تعریف کے سبب سے توبہ نہ کرے۔

۲) گناہوں پر ندامت ہو۔ **عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ .** (کنزالعمال:۱۰۳۰۱)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچی توبہ یہ ہے کہ گناہ پر نادم ہو۔

۳) فی الفور گناہوں کو ترک کرے۔

۴) آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم کرے۔

۵) تلافی مافات:

جتنا تدارک اس کے اختیار میں ہے اس کو پورا کرے۔ نماز روزہ زکوۃ وغیرہ حساب لگا کر ادا کرے۔ بندوں کے حق میں جو زیادتی یا کوتاہی ہوئی ہے اس کو معاف کرائے یا ادا کرے۔ دو پائی بھی اگر ناحق کسی کے لئے ہیں تو آخرت میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا پڑے گا۔

توبہ واستغفار کے فضائل:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا o یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِدْرَارًا o وَیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَ یَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا o

(سورۃ نوح: 10سے12)

ترجمہ: میں نے (حضرت نوحؑ) اپنی قوم سے کہا کہ تم اپنے رب سے گناہوں

کی معافی طلب کرو بے شک وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا تمہیں مال و اولاد دے گا اور تمہارے لئے باغات اگائے گا اور نہریں جاری کرے گا۔

حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا توبہ واستغفار کرو۔ کسی نے فقر فاقے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا توبہ واستغفار کرو۔ کسی نے اولاد کے نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا توبہ و استغفار کرو۔ کسی نے پیداوار کی کمی کی شکایت کی تو اسے بھی آپ نے فرمایا توبہ و استغفار کرو۔ پاس بیٹھے ہوئے شخص نے فرمایا کہ کیا بات ہے آپ ہر پریشانی کے لئے توبہ واستغفار کا ہی حکم دے رہے ہیں۔ تو حضرت حسن بصریؒ نے سورۃ نوح کی مذکورہ آیات تلاوت فرمائیں کہ ان آیات میں ان سب کا علاج توبہ واستغفار ہی بتایا گیا ہے۔

توبہ واستغفار کرنے والوں کا مقام:

۱) توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب بنتا ہے۔ **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ o**

(سورۃ البقرۃ 222)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت کرتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے۔

۲) حدیث: **اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ.** (ابن ماجہ)

ترجمہ: توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہے اور توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ اس نے گناہ

ہی نہیں کیا۔

۳) اللہ تعالیٰ کی خوشی: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَلّٰهِ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْ اَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهٖ اِذَا وَجَدَهَا**

(کنزا العُمال)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی جس طرح تم میں سے کسی کی سواری جس پر اس کا کھانا پانی ہے جنگل بیاباں میں کھو جاتی ہے اور بڑی تلاش کے بعد اچانک مل جاتی ہے تو اس بندے کو سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ سے اس سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرمائے۔

(۳۲) شکر کی اہمیت

۱) اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس کے بندوں پر ہیں اور ہر آن نعمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو یاد دلا کر شکر بجالانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

۱) وَلِتَجْرِیَ الْفُلْکُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

(سورۃ روم:۴۶)

ترجمہ: اور کشتیاں اس کے حکم سے پانی میں چلتی ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ○ (سورۃ لقمان:۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ اور جو بھی شکر ادا کرے گا اس کا شکر ادا کرنا اسی کے لئے سود مند ہوگا۔ اور جو ناشکری کرے اللہ تعالیٰ بے نیاز اور اپنی ذات میں تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔

۳) جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

(سورۃ نحل:۷۸)

ترجمہ: اسی نے تمہارے لئے کان آنکھ اور دل بنائے تاکہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

II) ناشکری سے عذاب آسکتا ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔

(سورۃ ابراہیم:۷)

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے سنا دیا اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں مزید نعمتیں دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

III) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نا ممکن ہے۔

(ا) وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ٥

(سورۃ ابراہیم:۳۴)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہرگز شمار نہ کرسکو۔ بے شک انسان بڑا ہی ظلم کرنے والا اور ناشکرا ہے۔

جب نعمتوں کا شمار ممکن نہیں تو ان نعمتوں کی کما حقہ شکر گزاری بھی ممکن نہیں۔

از دست و زبان کہ برآید ؎

کز عہدہ شکرش بدر آید

(کس کی زبان سے اور کس کے عمل سے اس کی شکر گزاری ادا ہو سکتی ہے)

(۲) اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ٥

(سورۃ یونس:۶۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بندوں پر بہت فضل کرنے والے ہیں لیکن اکثر لوگ

شکرادا نہیں کرتے۔

۱۷) شکر گذاری نعمتوں کے زوال سے امن ہے

۱) عَنْ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَمْدُ عَلَی النِّعْمَۃِ اَمَانٌ لِزَوَالِھَا.

(کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نعمتوں پر شکرادا کرنا نعمتوں کو زوال سے بچاتا ہے۔

۲) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَااَنْعَمَ اللّٰہُ عَلٰی عَبْدٍنِعْمَۃً عَلٰی اَھْلٍ وَمَالٍ وَوَلَدٍ فَیَقُوْلُ: مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ فَیَرٰی فِیْہِ اٰفَۃٌ دُوْنَ الْمَوْتِ　(کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل وعیال اور مال کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں انہیں دیکھ کر یہ کہے کہ ماشاء اللہ لاقوت الا با اللہ (اللہ ہی کے چاہنے سے ہوا ہے اللہ کے سوا کسی میں کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے) تو کوئی آفت ان نعمتوں پر نہیں آئے گی سوائے موت کے۔

۳) عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاعَائِشَۃَ اَحْسِنِیْ جَوَارَ نِعَمِ اللّٰہِ وَاِنَّھَا قَلَّ مَا نَفَرَتْ مِنْ اَھْلَ بَیْتٍ فَکَادَتْ تَرْجِعُ اِلَیْھِمْ .

(کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ نعمتوں کی اچھی نگہداشت کرو۔ کم ہی ایسا ہوا کہ ناشکری سے کسی گھر والوں سے نعمتیں چلی جائیں پھر دوبارہ آئیں۔

V) شکر گذاری اللہ کو بہت پسند ہے

۱) عَنِ الْأَسْوَدِبْنِ سَرِيْعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اَنْ يُّحْمَدَ. (کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت اسود بن سریعؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کا شکر ادا کیا جائے۔

۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ امْرٍ ذِىْ بَالٍ لَايُبْدَأُفِيْهِ بِالْحَمْدِ فَهُوَاَقْطَعُ . (کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اہم کام اللہ کی حمد وثنا کی بغیر شروع کیا جائے برکت سے خالی ہوتا ہے۔

۳) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًاؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَااَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍنِعْمَةً فَحَمِدَاللّٰهَ عَلَيْهَااِلَّا كَانَ حَمْدُاللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْهَا كَائِنَةٌ مَا كَانَ

(کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا روایت کی گئی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی جس نعمت پر بندے نے اس کی حمد وثنا کی یہ شکر گذاری نعمت

سے بڑھ کر ہوگی چاہے وہ نعمت کیسی ہی ہو۔

IV) شکر کا طریقہ

(۱) زبان سے:

اللہ کی کسی نعمت پر بندے نے الحمد اللہ کہہ کر شکر ادا کیا یہ اس نعمت سے افضل ہے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ. (کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم اگر تو مجھے یاد کر رہا ہے تو میرا شکر ادا کر رہا ہے اگر تو مجھے بھول گیا ہے تو تو میری ناشکری کر رہا ہے۔

(۲) دل سے:

(۱) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًاؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مُوْسٰی یَارَبِّ کَیْفَ شُکْرُکَ اِبْنِ اٰدَمَ؟فَقَالَ عَلِمَ اَنَّ ذٰلِکَ مِنِّیْ فَکَانَ ذٰلِکَ شُکْرُہٗ. (کنز العُمال)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا روایت کی گئی ہے کہ اللہ د کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے باری تعالیٰ تیری نعمتیں بے شمار ہیں بندہ تیرا کیسے شکر ادا کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندہ کا یہ اعتراف کرنا کہ یہ نعمتیں میری طرف سے ہیں یہی شکر گذاری ہے۔

(۲) جس نے صبح اور شام درج ذیل کلمات پڑھے اس نے اِس صبح و شام کی

نعمتوں کا شکرادا کیا۔

اَللّٰھُمَّ مَااَصْبَحَ(اَمْسیٰ) بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْبِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔ (ابوداود)

ترجمہ: اے اللہ جوبھی مجھے یا تیری کسی مخلوق کو آج صبح (شام) نعمت ملی ہے وہ تنہا تیری طرف سے دی ہوئی ہے پس تیرا کوئی شریک نہیں ہے سب تعریف اور شکر تیرے لئے ہیں۔

(۳) عمل سے:

اِعْمَلُوْآ اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًاط وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُO (سورۃ سبا :۱۳)

ترجمہ: اے داؤدؑ کے گھر والوشکر کے طریقے پر عمل کرواور میرے بندوں میں شکر گذار بہت کم ہیں۔

(۳۴) دین کی حقیقت ۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت

ا) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ○

(سورۃ محمد **33**)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں یعنی جہاد یا اللہ کی راہ میں کوئی اور محنت وریاضت کرنا اس وقت مقبول ہے جب اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق ہو۔ محض اپنی طبعیت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرو ورنہ ایسا عمل یوں ہی بے کار ضائع ہو جائے گا۔ مسلمان کا کام نہیں ہے جو نیک عمل کر چکا ہے یا کر رہا ہے اُسے کسی صورت میں ضائع ہونے دے۔ نیک کام کو بیچ میں نہ چھوڑ و اور نہ ریا ونمود اور اعجاب وغرور وغیرہ سے اس کو برباد کرو۔ بھلا ارتداد (دین سے پھر جانا) کا ذکر کیا ہے جو ایک دم میں تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ **العیاذ با اللہ۔**

II) کوئی عمل دین کہلانے کیلیئے اور اجر وثواب کا مستحق بننے کیلیئے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ بظاہر اعلیٰ سے اعلیٰ اور اچھے سے اچھا عمل اگر اللہ اور اسکے رسول کے حکم مطابق نہیں ہے تو ثواب تو کجا گناہ کا ذریعہ بن جائے گا۔

ا) نماز سب سے افضل عمل ہے مگر تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا حرام

ہے۔عین طلوع آفتاب،غروب آفتاب اور استوا کے اوقات میں فرض ہو یا نفل کوئی نماز جائز نہیں۔

ا) عیدین کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں۔حضرت علیؓ نے ایک شخص کو عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع کیا تو اس نے کہا اے امیر المومنین میں نماز ہی تو پڑھ رہا ہوں کوئی غلط کام نہیں کر رہا ہوں۔حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ سے یہ بات ثابت نہیں ہے بلکہ آپ نے عیدین کی نماز سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت پر اللہ تجھے عذاب دیں گے۔

۲) اس طرح روزہ کی عبادت ہے حدیث میں آتا ہے کہ روزہ کی مثل کوئی عبادت نہیں ہے مگر عیدین کے دو دن اور ایام تشریق یعنی ۱۱،۱۲اور ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

۳) نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا٥ (سورۃ النساء: ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز ایمان والوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ٹھہرائی گئی ہے۔دو نمازوں کو شرعی عذر کے بغیر جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔مگر ۹ ذوالحجہ کو عصر کی نماز ظہر کے وقت میں جمع کر کہ پڑھنا سنت ہے اور اسی طرح مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا سنت ہے۔

۴) بیت اللہ کی عظمت سر آنکھوں پر۔ اگر کوئی ۹ ذوالحجہ کو عرفات میں حاضری نہ دے، بیت اللہ سے ہی چمٹا رہے تو اس کا حج نہیں ہوگا۔

۵) اللہ کا نام بڑی عظمت و برکت والا ہے۔ ذکر اللہ کے فضائل بے شمار ہیں مگر کوئی حرام شئے شراب، زنا وغیرہ کے وقت اللہ کا نام لے تو کافر ہو جائے گا۔

٦) امیر یا امام کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے وہ بھی اسی وقت تک ہے جب اللہ اور رسول کی نافرمانی نہیں ہوتی۔ جب امیر ایسا حکم دے جو اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے خلاف ہے تو ہرگز اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

حدیث:(۱) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ . (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کی باتوں میں اطاعت نہیں کرنی ہے اطاعت صرف معروف باتوں میں کرنی ہے۔

حدیث:(۲) عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ . (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرد مسلمان پر سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ چاہے وہ حکم اس کے پسند مطابق ہو یا ناپسند ہو جب تک کسی گناہ کا حکم نہیں دیا جاتا۔ جب شریعت کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ سننا چاہیئے اور نہ اطاعت کرنا چاہیئے۔

(۳۴) صبر

صبر کا معنی: صبر کا لغوی معنی باندھنے اور روکنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے "قُتِلَ مَصْبُوراً"۔ یعنی باندھ کر قتل کیا گیا۔

صبر کا حکم: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (آل عمران :200)

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلے میں مضبوط رہو اور مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

صبر کی قسمیں:

۱) **صبر علی الطاعات:** جن کاموں کو اللہ اور رسول ﷺ نے حکم دیا ہو ان کو بجالانا چاہئے، چاہے طبیعت پر کتنا ہی ناگوار ہو۔

۲) **صبر عن المعاصی:** جن چیزوں سے اللہ اور رسول ﷺ نے منع کیا ہے اس سے اپنے آپ کو روکنا چاہئے، چاہے وہ چیزیں نفس کیلئے کتنے ہی لذیذ و مرغوب ہوں۔

۳) **صبر علی المصائب:** مصیبت اور تکلیف میں جزع فزع نہ کرنا، اللہ کا حکم سمجھ کر نفس کو بے قابو ہونے سے بچانا اور اللہ کے حکم پر راضی رہنا۔

صبر کا مقام:

۱) حدیث: **عَنْ عُمَرِوبْنِ عَبَسَةَ** رضی اللہ عنہ **قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ** ﷺ ...... **قُلْتُ**

مَاالْاِیْمَانُ قَالَ اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے سوال کیا کہ ایمان کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان صبر و سخاوت کا نام ہے۔

۲) حدیث: عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ. (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبر نصف ایمان ہے۔

۳) حدیث: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِیَ عَبْدٌ خَیْرٌ وَاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو صبر کرنا چاہتا ہے اللہ اسے صبر دیں گے اور جو پاک دامنی اختیار کرنا چاہتا ہے تو اللہ اس کو پاک رکھیں گے جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں سے بے نیاز کر دیں گے کوئی بندہ صبر سے بہتر اور وسعت والی چیز نہیں دیا گیا۔

۴) حدیث: عَنْ صُهَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ

شَکَرَ فَکَانَ خَیۡرًا لَّہٗ وَاِنۡ اَصَابَتۡہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیۡرًا لَّہٗ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والے کا معاملہ بھی بڑا ہی عجیب ہے اس کے سارے کام خیر ہی ہوتے ہیں۔ کسی دوسرے کیلئے ایسا نہیں صرف ایمان والے کیلئے ہے۔ اگر اسے راحت پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔

صبر کے ثمرات:

۱) انجام بہ خیر ہونا۔ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَھُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ o (النحل: 126)

ترجمہ: اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنا صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے۔

۲) اللہ کی معیت۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ o (البقرہ:153)

ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۳) اللہ کی محبت۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیۡنَ o (ال عمران 146)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

۴) بے حساب اجر۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَھُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ o (الزمر:10)

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

۵) بشارت۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ o (البقرۃ:155)

ترجمہ: اور صبر کرنے والوں کو آپ خوش خبری سنائیے۔

۶)فرشتوں کا سلام۔سَلامٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِo
(الرعد:24)

ترجمہ: (فرشتے جنت کے دروازوں سے داخل ہونگے اور کہیں گے) سلام ہو تم پر کہ تم نے صبر کیا اور عالم آخرت میں بہت خوب انجام ہے۔

۷)لائق امامت بننا۔وَ جَعَلۡنَا مِنۡھُمۡ اَئِمَّۃً یَّھۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا صَبَرُوۡا وَ کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یُوۡقِنُوۡنَo　　(الم سجدہ:24)

ترجمہ: اور بنی اسرائیل میں ہم نے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا۔

۸)مراد کو پہنچنا۔وَتَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ الۡحُسۡنٰی عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ بِمَا صَبَرُوۡاؕ
(اعراف:137)

ترجمہ: اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں صبر کرنے کی وجہ سے پورا ہوا۔

۹)مقامِ مدح:اِنَّا وَجَدۡنٰہُ صَابِرًاؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌo　(ص: 44)

ترجمہ: ہم نے ایوب کو بہت صبر کرنے والا پایا، بہت ہی خوب بندہ تھا اور بہت خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

۱۰)جنت کے اعلیٰ درجات۔اُولٰٓئِکَ یُجۡزَوۡنَ الۡغُرۡفَۃَ بِمَا صَبَرُوۡا. (الفرقان:75)

ترجمہ: ان لوگوں کو صبر کی وجہ سے جنت کے اعلیٰ درجے دیئے جائیں گے۔

(۳۵) علمائے دین

علم دین کی اصل، کتاب اللہ اور سنت (احادیث) رسول ﷺ ہے، جو دونوں عربی زبان میں ہیں۔ عالم دین کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ عربی زبان سے اتنا واقف ہو کہ قرآن کریم اور احادیثِ رسول ﷺ کو براہ راست سمجھ سکے۔ محض کسی دینی مدرسے سے فارغ ہونا کافی نہیں۔ اصولی طور پر علمِ دین کے دو حصہ ہیں: ۱) مبادی ۲) مقاصد

مبادی سے وہ علم مراد ہے جس پر قرآن وحدیث کا سمجھنا موقوف ہے یعنی عربی زبان، اس کا صرف ونحو اور بلاغت وغیرہ۔

مقاصد سے مراد قرآن، حدیث اور فقہ ہے جو شخص مبادی سے واقف نہیں ہے مقاصد تک اس کی ہرگز رسائی نہیں ہوسکتی اور نہ وہ عالم کہلا سکتا ہے۔ علماء کا دین میں بہت بڑا درجہ اور مقام ہے کسی نے اللہ کے رسول ﷺ سے بُرے لوگوں کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بُرے لوگوں کے متعلق مت پوچھو اچھوں کے متعلق پوچھو تین مرتبہ یہ بات آپ ﷺ ارشاد فرمائی۔ پھر فرمایا:

عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَاتَسْئَلُوْنِیْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِیْ عَنِ الْخَیْرِ یَقُوْلُهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ. (الدارمی)

ترجمہ: حضرت احوص بن حکیمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے برائی اور برے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے برائی اور برے لوگوں کے بارے میں مت پوچھو اچھائی اور اچھے لوگوں کے بارے میں پوچھو تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی پھر فرمایا خوب سن لو بدترین بُرے لوگوں میں بُرے علماء ہیں اور بہترین اچھے لوگوں میں اچھے علماء ہیں۔

علمائے خیر کی فضیلت:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِساً مَعَ اَبِى الدَّرْدَآءِ فِى مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَ ہُ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنِّىْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِىْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْماً سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقاً مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضىً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِىْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ الْفَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَاراً وَّلَا دِرْهَماً وَّاِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ. (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت کثیر بن قیسؒ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوالدرداءؓ کے

ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالدرداؓ میں ایک حدیث آپ سے سننے کے لئے جو آپ اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں مدینہ منورہ سے آیا ہوں، اس کے علاوہ میری کوئی اور حاجت نہیں ہے۔ ابوالدرداؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ چلاتے ہیں اور فرشتے اس کے لئے اپنی رضا کے پر بچھاتے ہیں۔ عالم کیلئے زمین و آسمان کی ساری چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں تک۔ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چودھویں کی چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ علما انبیائے کرام کے وارثین ہیں انبیائے کرام درہم و دینار نہیں چھوڑ کر جاتے بلکہ وہ علم چھوڑ کر جاتے ہیں جو بھی علم حاصل کرے گا وہ حصہ کامل پائے گا۔

عالم ربانی (عالم خیر) کون ہے؟

۱) عَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَايَعْلَمُوْنَ فَمَااَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ.

(الدارمی)

ترجمہ: حضرت سفیانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے کعب احبارؒ سے پوچھا کہ علم والے کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا جو اپنے علم پر عمل کرنے والے

ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ علم کو علماء کے دلوں سے کس چیز نے نکال دیا۔ انہوں نے کہا۔ اَلطَّمَعُ (مال و جاہ کی حرص نے)

۲) حدیث: عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ بِہِ الْعَلَمَاءَ اَوْلِیُمَارِیَ بِہِ السُّفَھَاءَ اَوْیَصْرِفَ بِہٖ وُجُوْہَ النَّاسِ اِلَیْہِ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دین کا علم اس غرض سے حاصل کرے علماء پر فخر کرے، بے وقوفوں سے مباحثہ کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسکو جہنم میں داخل کریں گے۔

۳) حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًامِمَّایُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ لَایَتَعَلَّمَہٗ اِلَّالِیُصِیْبَ بِہٖ عَرَضًامِّنَ الدُّنْیَالَمْ یَجِدْعَرْفَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَعْنِیْ رِیْحَھَا. (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دین کا علم جس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اس لئے حاصل کیا کہ دنیا کی متاع حاصل کرے تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

۴) حدیث: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِالْخُدْرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔

جمہوری دور میں عوام ہی حکمران ہیں، ان کے سامنے حق بات پیش کرنا ہی بہت بڑا جہاد ہے۔ عالم ربانی سولی کے تختے پر اور تلوار کی نوک پر حق بات کہنے سے نہیں ڈرتا۔

قوم کی صلح وفساد علماء سے وابستہ ہے:

۱) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا:

وَهَلْ اَفْسَدَالدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ وَاَحْبَارَسُوْءٍ رَهْبَانَهَا

ترجمہ: ملت میں بگاڑ آتا ہے تو امراء، علماء اور مشائخ کے بگڑنے سے آتا ہے۔

علماء جب حب مال حب جاہ کی خاطر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے سے کوتاہی کرتے ہیں تو حکمران طبقہ اور عوام دونوں بگڑ جاتے ہیں۔

۲) مغلیہ خاندان کے مشہور بادشاہ اکبر کے درباری علماء جب بگڑے تو اس نے ایک نیا دین، ''دین الٰہی'' کے نام سے ایجاد کیا جو دین اسلام کا بالکل مخالف تھا۔ ''مکتوبات امام ربانیؒ'' میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

۳) بلعم بن باعورا موسیٰؑ کے زمانے میں ایک عالم، درویش اور مستجاب الدعواۃ بزرگ تھا، محض دنیا کی خاطر موسیٰؑ کی مخالفت پر آمادہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کتے کی مثال بیان فرمائی ہے۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْتَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ

(اعراف:176)

ترجمہ: سو اس کی مثال کتے جیسی ہوگئی اگر آپ اس کو ڈانٹے تو بھی ہانکے اور چھوڑ دے تو بھی ہانکے۔

دوسری مثال علمائے بنی اسرائیل کی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ O (جمعہ:5)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کے علم وعمل کا بار ڈالا گیا تھا، پھر انہوں نے اس بار کو نہ اٹھایا اس گدھے کی طرح ہے جو بڑی بڑی کتابیں اٹھائے ہوئے ہے۔ بہت بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔

علمائے ربانی کے صفات :

۱) دین کا صحیح علم۔ ۲) دین پر عمل۔ ۳) اخلاص۔ ۴) خشیت الٰہی۔
۵) تزکیۂ نفس۔ ۶) آخرت کو مقصد بنا کر عمل کرنا۔ ۷) امت کی خیر خواہی کرنا۔

علماء کے لئے سخت تنبیہ:

وَاَخْرَجَ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِىُّ فِى الْجَامِعِ اَنَّهٗ قَالَ ﷺ: اِذَاظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ: الْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِىْ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ

وَالنَّاسِ اجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لَہُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا. (مرقاۃ المفاتیح: جلد ۱۱)

ترجمہ: حضرت خطیب بغدادیؒ نے اپنی جامع میں اس حدیث کی تخریج کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب فتنے ظاہر ہوں یا یہ فرمایا کہ بدعتیں پھیل جائیں اور میرے اصحاب کو برا بھلا کہا جانے لگے تو عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے جو عالم ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا فرض بھی قبول نہیں کرے گا اور نہ نفل۔

(۳۶) تقویٰ

تقویٰ کا معنی:

تقویٰ کا اصل معنی نفس کو خوف کی چیز سے بچانا ہے۔ کبھی خوف بول کر تقویٰ اور تقویٰ کہہ کر خوف مراد لیا جاتا ہے۔ اصطلاح شرعی میں تقویٰ گناہ کی باتوں سے نفس کی حفاظت کرنا ہے۔ اس کی تحصیل کے لئے اولین چیز ممنوعاتِ شرعیہ کو چھوڑنا ہے۔ پورے دین کا خلاصہ کسی ایک لفظ میں ادا کیا جاسکتا ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

تقویٰ کی اہمیت: تقویٰ کی اس سے بڑھ کر کیا اہمیت ہوسکتی ہے کہ ہدایت کا دارومدار ہی تقویٰ پر ہے، چنانچہ فرمایا گیا۔

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ O (سورۃ البقرہ:۲)

ترجمہ: یہ ایسی کتاب ہے جسمیں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے اور ہدایت ہے متقی لوگوں کیلئے۔

دین دنیا کی فلاح و کامیابی ہدایت پانے پر ہی منحصر ہے۔ قرآن کریم میں سب سے زیادہ جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ تقویٰ ہے۔

قرآن کریم میں 95 مقامات پر اِتَّقُوا اللّٰهَ (اللہ کا تقویٰ اختیار کرو)، اِتَّقُوْهُ (اس سے ڈرو مراد اللہ سے)، اِتَّقُوْنِ (مجھ سے ڈرو یعنی اللہ سے) فرمایا گیا

ہے۔لفظ متقین اور متقون 65 مقامات پر آیا ہے۔

تقویٰ کے درجات:

اول) بنیادی تقویٰ جس کے بغیر دین و ایمان کا وجود ہی نہیں ہوتا وہ کفر و شرک سے بچنا ہے۔

دوم) شریعت کی تمام حرام کردہ چیزوں سے بچنا ہے۔جن اطاعات کا حکم ہے ان کو بجالانا بھی تقویٰ میں شامل ہے۔

سوم) مشتبہات سے بچنا

چہارم) کثرتِ مباحات سے بچنا۔

عَنْ عَطِیَّةَ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَایَبْلُغُ الْعَبْدُاَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ لَابَاْسَ بِہٖ حَذَرًالِمَابِہٖ بَاْسٌ. (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عطیۃ السعدیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ متقیوں کے مقام کو حاصل نہیں کرسکتا یہاں تک حرام سے بچنے کے لئے مباحات سے بھی بچے۔

تقویٰ کے ثمرات:

ا) اللہ تعالی کی معیت۔

وَاعْلَمُوْآاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَo (البقرہ:194)

ترجمہ: خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ کی محبت۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَo (توبہ:7اور4)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔

۳) اچھا انجام متقی لوگوں کا ہے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَo (اعراف:128)

ترجمہ: اور اچھا انجام متقی لوگوں کا ہے۔

۴) جنت متقی لوگوں کیلیے تیار کی گئی ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَo (ال عمران:133)

ترجمہ: اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے چلو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین جیسی ہے جو متقی لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

۵) اللہ کی ولایت متقی لوگوں کو حاصل ہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَo (جاثیہ: 19)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کا دوست ہے۔

۶) پائیدار رفاقت۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَo (الزخرف:67)

ترجمہ: اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقی لوگوں کے۔

۷) متقی لوگ اللہ کے دوست۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَo اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَo (یونس:62,63)

ترجمہ: خوب سن لو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ پر گامزن رہے۔

۸) دوزخ سے حفاظت۔

وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَیo الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰیo (اللیل:17,18)

ترجمہ: دوزخ سے دور رکھا جائے گا جو بہت زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے اور اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ اپنے آپ کو پاک کرے۔

۹) عزت وکرامت۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌo (حجرات:13)

ترجمہ: تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے اور ہر چیز سے باخبر ہیں۔

۱۰) بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ز (البقرہ:197)

ترجمہ: اور زادراہ لے لیا کرو کیونکہ بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔

حصول تقویٰ کیلئے دعا:

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا.

(حصنِ حصین)

ترجمہ: اے اللہ تو میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما، اور تو اس کو پاک وصاف کردے، تو ہی بہترین پاک صاف کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا مالک اور آقا ہے۔

(۳۷) دلوں پر مہر کس طرح لگتی ہے؟

گناہوں کے جو بے شمار اثرات انسان پر ہوتے ہیں ان میں سے ایک اثر قبولیت حق کی صلاحیت ہی ختم ہو جائے اور انسان باطل پر ڈٹا رہے۔ اس حالت کو قرآنِ حکیم نے طبع، ختم اور رین جیسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ حالت کس طرح پیدا ہوتی ہے قرآنِ حکیم نے بہت واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۱) **تِلْکَ الْقُریٰ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآئِہَا وَلَقَدْ جَآءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوا لِیُؤْمِنُوا بِمَا کَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ ط کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ o** (سورۃ اعراف: ۱۰۱)

ترجمہ: یہ بستیاں جن کے حالات ہم آپ کو سناتے ہیں اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پہنچے، پھر ہرگز یہ نہ ہوا کہ ایمان وہ لاتے اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

۲) **ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِہٖ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِہِمْ فَجَآءُ ہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا بِہٖ مِنْ قَبْلُ ط کَذٰلِکَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ o**
(سورۃ یونس: ۷۴)

ترجمہ: پھر ہم نے (نوحؑ) کے بعد رسولوں کو ان کی قوموں کے پاس کھلی نشانیاں

دے کر بھیجا۔ پھر ان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لاتے اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے اس طرح ہم حد سے نکلنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

۳) **وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَالَمْ يُؤْمِنُوابِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ**O (سورۃ انعام:۱۱۰)

ترجمہ: ہم الٹ دیتے ہیں ان کے دلوں کو اور ان کے آنکھوں کو جیسے کہ وہ پہلی بار نشانیوں پر ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو انکی سرکشی میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔

تینوں مقامات پر یہی بات بیان کی گئی ہے کہ انبیائے کرامؑ اپنی قوموں کے پاس کھلی نشانیاں اور واضح دلائل لے کر پہنچے تھے۔ ان قوموں نے جب پہلی دفعہ ہی ضد، ہٹ دھرمی، ظاہر پرستی اور حب دنیا سے مغلوب ہو کر انکار کر دیا تو پھر کتنی ہی نشانیاں دیکھیں، دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے یہ ممکن نہ ہوا کہ حق کا اقرار کریں۔ ایک دفعہ جب منہ سے 'نہ' نکلی تو ممکن نہ تھا کہ پھر ہاں نکل سکے۔ انکار و تکذیب پر اڑے رہے۔ جو لوگ تکذیب حق اور عداوت حق میں بڑھتے چلے جاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگنی یہی صورت ہوتی ہے کہ اول تکذیب کرتے ہیں پھر اس پر ضد اور اصرار کرتے ہیں اور آگے چل کر حق کی دشمنی اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے دل کی کلیں بگڑ جاتی ہیں اور قبول حق کی استعداد ہی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی طبع، ختم اور رین ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو اب یہ حق کو کیسے

قبول کر سکتے ہیں؟

بات دراصل یہ ہے کہ حق واضح ہونے پر انہوں نے تکذیب حق اور عداوت حق کا وطیرہ اختیار کیا، جس کا لازم نتیجہ دلوں پر مہر لگ جانا ہے۔ جیسے سورج تو ساری دنیا کو روشنی پہنچا رہا ہے کوئی اپنے دروازے و دریچے بند کرلے اور اپنی آنکھیں بند کر لے تو وہی شخص روشنی کو روکنے کا ذمہ دار ہے نہ کہ سورج۔ یہاں پر بعینہ یہی معاملہ ہے۔

(۳۸) امت کا المیہ

تمام اقوامِ عالم میں امت مسلمہ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کے پاس اللہ کی کتاب اصلی شکل میں محفوظ اور موجود ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کے تمام احادیث بھی جمع شدہ محفوظ ہیں۔ اس کے باوجود امت کا یہ المیہ ہے کہ یہ امت دین کے صحیح تصوّر اور صحیح تصویر (Real Concept and Picture) سے نا آشنا ہو گئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے وحی الٰہی کے ذریعے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ حرف بہ حرف پوری ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَتَنْقَضُنَّ عُرَی الْاِسْلَامِ عُرْوَۃً عُرْوَۃً، فَکُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَۃٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِیْھَا، فَاَوَّلُھُنَّ نَقْضًا اَلْحُکْمُ وَاٰخِرُھُنَّ الصَّلٰوۃُ . (ترغیب: بحوالہ ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے بکھرنا شروع ہو جائیں گی۔ جب کوئی کڑی بکھر جائے گی تو لوگ اس کڑی کو جو ان کے پاس ہے اسی کو پکڑ کر بیٹھے رہیں گے (کڑیوں کو جوڑنے کی کوشش نہ کریں گے)۔ سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹ جائے گی وہ حکومت عادلہ (خلافت راشدہ)۔ اور آخری کڑی نماز ہے۔

دین اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ پیدائش سے لے کر موت بلکہ بعد الموت

تک تمام احکام تفصیل کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔عقائدوافکار،عبادت،معاشرت، معاملات، اخلاق ، سیاست وحکومت غرض تمام امور کے تعلق سے واضح احکام موجود ہیں ۔عوام اپنی جہالت اور خواہشات کی پیروی میں جو چیزیں انہیں پسند آئیں اسی پر اکتفاء کر کے بیٹھ گئے ۔کچھ فرقوں اور جماعتوں نے اپنا ایک دائرہ کار بنا کر دین کو اپنے ہی دائرے میں محدود کردیا ہے۔ کچھ فرقوں اور جماعتوں نے دین میں غلو،تحریف اور اضافہ کر کے دین کی اصل شکل ہی بگاڑ دی ہے۔نظریاتی طور پر ہی صحیح اسلام کا صحیح تصوراور تصویر(Real Concept and Picture)پیش کرنے والے اس زمانے میں بہت کم رہ گئے ہیں۔

ہمارا حال اُن اندھوں کی طرح ہوگیا ہے جنہوں نے ہاتھی کے جسم کے مختلف حصوں کو چھوکر ہاتھی کی تعبیر پیش کی تھی ۔جس نے اس کی سونڈ پکڑی تھی اس نے کہا کہ ہاتھی سانپ کی طرح ہوتا ہے،جس نے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تھا اس نے کہا کہ ہاتھی دیوار کی طرح ہوتا ہے،جس نے اسکے پیر پکڑے تھے اس نے کہا کہ ہاتھی درخت کے تنے کی طرح ہوتا ہے۔جس نے اس کے دانت پکڑے وہ کہتا ہے کہ ہاتھی کدال کی طرح ہوتا ہے،جس نے اس کے کان چھوئے تھے وہ کہتا ہے کہ ہاتھی سوپ کی طرح ہوتا ہے،اور جس نے اس کی دم پکڑی تھی اس نے کہا کہ ہاتھی مورچھل کی طرح ہوتا ہے !!! ایسا ہی کچھ حال امت کا ہوگیا ہے۔

ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ (سورۃ البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ایمان والوں سے یہ ہے کہ وہ 100% اسلام پر عمل پیرا ہوجائیں۔ نہ کہ 10%، 20%، 30%، 60% وغیرہ۔

قرآن حکیم میں امت کی اس طرح تصویر کشی کی ہے:

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ○

(سورۃ المومنون:۵۳)

ترجمہ: پھر انہوں نے پھوٹ ڈال کر اپنے دین میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے اور ہر فریق اپنے پاس جو کچھ ہے اسی پر مست مگن ہے۔

دین حقیقی کی طرف رجوع:

حدیث: عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ . (موطا)

ترجمہ: مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز

گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا اسکے رسول ﷺ کی سنت۔
مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کے تمام امور میں یہ دیکھنا ہے کہ اللہ کی کتاب اوراس کے رسول ﷺ کی سنت کیا کہتی ہے، اس پر اپنے عقیدہ اور عمل کی بنیاد رکھنا، اس سے ذرہ برابر بھی نہ ہٹنا اوراستقامت سے اس پر جمے رہنا ہے۔
جوامور بھی پیش آئیں ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے معیاراور کسوٹی پر پرکھنا اور حل کرنا چاہیئے۔

(۳۹) ایک اہم اور ضروری انتباہ ! ! !

I : دین کا علم اور عمل تزکیۂ نفس کے بغیر عبث اور وبال ہے۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّآءُ الْمُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم لوگ جب الحزن (رنج وغم کے کنویں) سے اللہ کی پناہ چاہو۔ صحابہ ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ جب الحزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک جہنم کی کھائی ہے کہ جہنم بھی اس سے ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ پوچھا گیا کہ اس میں کون ڈالے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جو دین کا علم اس لئے حاصل کرتے ہیں کہ اپنے اعمال سے دکھاوا کریں۔

II : فلاح دارین تزکیۂ نفس سے وابستہ ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (سورۃ الشمس 9,10)

ترجمہ: تحقیق فلاح پا گیا جسنے اپنے نفس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اسے برائیوں میں دبا دیا۔

III : قرآن وسنت کا بتایا ہوا تزکیۂ نفس کا طریقہ۔

1) یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o (سورۃ التوبہ:119)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مخلصین کے ساتھ رہو۔

2) وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ. (سورۃ لقمان:15)

ترجمہ: اور راہ چل اس کی جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

3) حدیث: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ رض الْخُدْرِی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَابَلَغَ مُدَّاَحَدِھِمْ وَلَانَصِیْفَہٗ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راہ میں دے تو میرے صحابی کے سیر یا آدھے سیر کو بھی نہیں پہونچے گا۔

IV : انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہی ہے۔

حدیث: عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَعْدیٰ عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرا سب سے بڑ دشمن تیرا نفس ہی ہے جو تیرے دونوں پہلوں کے درمیان ہے۔

ے براھیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

V : ماحصل: کسی مزکی (تزکیہ کرنے والی شخصیت) سے نفس کے غوائل اور شرارتوں کا علاج کرانا چاہئے۔ نفس کا تزکیہ کرائے بغیر دین کی ساری محنتیں لاحاصل اور وبال ہیں۔

(۴۰) خاتمہ بالخیر

انسان کی حقیقی کامیابی اور خوش نصیبی یہ ہے کہ اسے صحیح ایمان نصیب ہو، ایمان پر استقامت ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہو۔ کیوں کہ حدیث شریف میں صریح طور پر وارد ہوا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ. یعنی اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اور رسول ﷺ نے اپنے ارشادات میں اس بات کو خوب واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

۱) یَاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ o

(سورۃ ال عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو جیسے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام کی حالت میں۔

اللہ تعالیٰ نے صرف تقویٰ کا نہیں بلکہ حق تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ یعنی کامل طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کفر اور شرک اور تمام گناہوں سے بچ کر اس کی مکمل اطاعت بجا لانا ہے۔ حق تقویٰ کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس طرح فرمائی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ سے مرفوع ہے

حَقَّ تُقَاتِہٖ ھُوَ اَنْ یُطَاعَ فَلَا یُعْصَ وَ یُذْکَرَ وَ فَلَا یُنْسیٰ وَیُشْکَرَ وَلَا یُکْفَرَ.

ترجمہ: حق تقویٰ یہ ہے کہ ہر کام میں اللہ کی اطاعت کی جائے کوئی کام اطاعت کے خلاف نہ کیا جائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اور اس کے احکام کو یاد رکھا جائے اور کبھی نہ بھولا جائے اور ہمیشہ اس کا شکر ادا کیا جائے اور کبھی اس کی ناشکری نہ کی جائے۔

آگے جو حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام کی حالت میں تو یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ موت تو آدمی کے اختیار میں نہیں ہے کسی بھی وقت آسکتی ہے۔اس شبہ کا جواب حدیث میں یہ دیا گیا ہے۔

حدیث: كَمَا تَحْيَوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُحْشَرُوْنَ .

ترجمہ: جس حالت میں تم زندگی بسر کروگے اسی حالت میں تمہاری موت آئے گی۔ جس حالت میں تم مروگے اُسی حالت میں تمہیں اُٹھایا جائے گا۔

جو شخص اپنی پوری زندگی اسلام پر گزارنے کا عزم رکھتا ہو اور مقدور بھر اس پر عمل بھی کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ اس کی موت اسلام کی حالت میں آئے گی۔مگر کبھی کسی معصیت کی وجہ سے اس کے خلاف پیش آئے تو الگ بات ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَلَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّه، مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّه، مِنْ اَهْلِ النَّارَ وَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِا لْخَوَاتِيْمِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت سھل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق کوئی بندہ دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔اور کوئی بندہ جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے اور وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے۔اور اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

۲) فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (هود: ۱۱۲)

ترجمہ: جس طرح آپ کو حکم ہوا ہے دین پر مستقیم رہئے اور وہ لوگ بھی جو توبہ کر کے آپ کے ساتھ ہیں۔ دین کے حدود سے آگے نہ بڑھو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ اور تمام مسلمانوں کو اس آیت میں اپنے ہر کام میں ہر حال میں استقامت پر رہنے کا حکم دیا ہے۔استقامت لفظ تو چھوٹا سا ہے مگر مفہوم اس کا ایک عظیم الشان وسعت رکھتا ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، معاشرت، کسب معاش کے تمام ابواب میں اللہ جلَّ شانہٗ کے قائم کردہ حدود میں سیدھے راستے پر مرتے دم تک قائم رہے کسی افراط وتفریط کا شکار نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ استقامت ایک ایسی جامع صفت ہے کہ دین کہ تمام اجزا اور ارکان پر صحیح عمل کرتے ہوئے مرتے دم تک قائم رہنا ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک صحابی سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کے سوال پر ارشاد فرمایا۔

حدیث : عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الثقفیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قُلْ لِیْ فِیْ الْاِسْلَامِ قَوْلًا لاَ اَسْاَلُ عَنْہُ اَحْدًا بَعْدَکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ. (مسلم)

ترجمہ: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے اسلام کے تعلق سے ایک ایسی جامع بات بتا دیجئے کہ آپ کے علاوہ یا آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس پر مستقیم رہو۔

اس دنیا میں سب سے دشوار کام استقامت ہی ہے۔ اس لئے محققین صوفیائے نے فرمایا استقامت کا مقام کرامت سے بالاتر ہے۔ یعنی جو شخص دین کے کاموں میں استقامت اختیار کئے ہوئے ہوا گرچہ عمر بھر اس سے کوئی کرامت صادر نہ ہو تو وہ اعلیٰ درجہ کا ولی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا پورے قرآن میں رسول اکرم ﷺ پر اس آیت سے زیادہ سخت اور شاق کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ صحابہ کرامؓ نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے ریشۂ مبارک میں کچھ سفید بال دیکھ کر عرض کیا یارسول ﷺ آپ پر بڑھاپا آ رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔سورۂ ہود میں جو پچھلی قوموں پر سخت وشدید عذاب کے واقعات مذکور ہیں وہ بھی اس کا سبب ہو سکتے ہیں ۔مگر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ہی اس کا سبب ہے۔ حضرت ابو علی سریؒ سے نقل ہے کہ انہوں نے خواب میں حضورﷺ کی زیارت کی تو بوڑھاپے کا سبب پوچھا تو آپﷺ نے فرمایا کہ سورۂ ہود کی اس آیت (فاستقم کما اُمرت) نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

۳) فَلِذَالِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَلاَ تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ .

(سورۃالشوراىٰ: ۱۵)

ترجمہ: پس آپ لوگوں کو اسی دین کی طرف دعوت دیتے رہیۓ اور خود بھی جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر قائم رہیۓ اور ان لوگوں کے خواہشات کی پیروی نہ کیجیۓ۔

دین پر ثابت قدم رہنے والوں کو دنیا اور آخرت میں خوشخبری دی گئی ہے۔

۱) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْ اربُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْ اتَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُاَلَّا تَخَافُوْا وَلاَ تَحْزَنُوْ اوَابْشِرُوا بِالْجَنَّۃِ الَّتِی کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o نَحْنُ اَوْلِیٰوٓ کُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَاتَشْتَھِیْ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ o نُزُلًامِنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ o (سورۃ حٰمۤ السجدہ: ۳۰ تا ۳۲)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور

اس پر ثابت قدم رہے تو ایسے لوگوں پر فرشتے اُترتے ہیں کہ تم کسی بات پر خوف نہ کھاؤ اور نہ تم کسی طرح غمگین ہو اور تم اس جنت کی بشارت پر خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ دنیا کی زندگی میں ہم تمہارے کارساز ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ اور جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہوگی جس کا تمہارا دل چاہے گا اور جو کچھ بھی تم طلب کرو یہ سب کچھ بہت بخشنے والے اور مہربان خدا کی طرف سے بطور مہمانی ہوگی۔

۲) اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ.

(سورۃ الاحقاف :۱۳)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور اس پر مضبوطی سے ثابت قدم رہے تو ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اہتمام فکر: یہ بات ثابت ہوگئی کہ آخرت کی حقیقی کامیابی ایمان اور اس پر استقامت ہے تو اس کا کتنا اہتمام ہم لوگوں کو کرنا چاہئے۔ سلفِ صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بُرے خاتمہ سے بہت ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ پناہ مانگتے تھے، اگرچہ بہت بڑے عابد ہی کیوں نہ ہوں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے کسی کو اپنے خاتمہ کے متعلق یقینی علم نہیں ہے۔ زیادہ

سے زیادہ حسن ظن ہی ہوسکتا ہے۔قرآن کریم میں ابلیس جو معلم الملکوت تھا اور ایک سجدہ نہ کرنے پر راندۂ درگاہ الٰہی ہوگیا اور بلعم بن باعورا جو عالم، عابد، مستجاب الدعوات بزرگ تھا حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کرنے پر ملعون کتّا ہوگیا۔جب ابلیس لعین راندۂ درگاہ ہوگیا تو حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو تو جواب دیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم آپ کے خفیہ مکر سے امن میں نہیں ہوسکتے ہمیں اپنی عاقبت کی فکر لاحق ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فریا "هٰكَذَا كُونَا لاَ تَامَنَّا مَكْرِیْ"

ترجمہ : ہاں اسی طرح تم دونوں روتے رہو اور میری خفیہ تدبیر سے غافل نہ رہو۔

حضرت حبیب عجمیؒ فرماتے ہیں جس کا خاتمہ **لا الہ الااللہ** پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اس بات کا کون ذمہ دار ہے کہ میرا خاتمہ لا الہ پر ہوگا۔

حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں کسی نے ہنّاد کا ذکر کیا۔ ہناد وہ مسلمان ہے جو سب سے آخر میں ایک ہزار سال کے بعد جہنم سے نکالا جائے گا' حضرت حسن بصریؒ رونے لگے کاش کہ میں ہناد ہوتا تو کبھی تو جہنم سے نکالا جاتا۔حضرت امام حسن بصریؒ جو سید التابعین اور کامل ولی اللہ ہونے کے باوجود بھی اپنے خاتمے سے اس قدر خوف زدہ تھے۔

حضرت یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سفیان ثوریؒ کے پاس گیا وہ ساری رات روتے رہے، میں نے ان سے پوچھا حضرت کیا اپنے گناہوں کی وجہ سے رو رہے ہیں تو حضرت سفیان ثوریؒ نے زمیں سے ایک تنکا اُٹھا کر کہا اللہ کے نزدیک گناہ کا درجہ اس تنکے سے بھی کم ہے میں اس وجہ سے رو رہا ہوں ایسا نہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے میرا ایمان سلب نہ کر لے۔

حضرت ابو یزید بسطامیؒ نے ایک مرتبہ آئینہ اُٹھا کر اپنا چہرا دیکھا اور فرمایا

" ظهر الشيب ولم يذهب العيب وما ادری مافی الغيب"

ترجمہ: یعنی بڑھاپا ظاہر ہو گیا، لیکن عیب ابھی تک باقی ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کل میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی اکثر دعا:" يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلیٰ دِیْنِکَ "

ترجمہ: اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو تیرے دین پر ثابت قدم رکھ۔ سن کر حضرت انسؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ پر اور جو آپ پر نازل ہوا ہے ایمان لائے ہیں کیا آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہاں انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ جیسا چاہئے انہیں پلٹ دیتا ہے۔

خاتمہ بالخیر اور خاتمہ البشر کے اسباب:

۱) دین پر استقامت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور ایمان والوں کو اس بات کا مکرر حکم دیا کہ دین پر مرتے دم تک مضبوطی سے ثابت قدم رہیں۔ مشہور آیت (آل عمران) جو خطبہ نکاح میں پڑھی جاتی ہے اسی بات کی یاد دہانی کرتی ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ○

(سورۃ اٰل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اللہ سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام کی حالت میں جو بندہ بھی اللہ سے ایسے ڈرے گا جیسا ڈرنے کا حق ہے یعنی نہ صرف کفر و شرک بلکہ بدعات محرمات، مشتبہات، مکروہات اور کثرتِ مباحات سے بچے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کا خاتمہ ایمان اور اسلام پر ہوگا۔

۲) **گناہ سے بچنا:** کوئی بھی گناہ جس میں آدمی مبتلا ہے اور توبہ نہ کرے سوء خاتمہ کا سبب بن سکتا ہے۔ ایک گناہ بھی انسان کو جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ○** (سورۃ البقرہ: ۸۱)

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں جس نے برائی کمائی اور اس کی برائی نے اسے پوری طرح گھیر لیا ایسے لوگ جہنم میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

۳) اہتمام دعا:

اس مضمون کی جو دعائیں جو قرآن واحادیث میں آئی ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے اس لئے سیکھائی ہیں کہ تم اس طرح دعا کرو، ہم تمہاری دعا قبول کریں گے۔

i) **رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا** (سورة اٰل عمران:۸)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجئے۔

ii) **رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَاوَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارَ.**

(سورة اٰل عمران:۱۹۳)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کیجئے اور ہماری برائیاں ہم سے دور کیجئے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں وفات دیجئے۔

iii) **فَاطِرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِيْ بِا لصّٰلِحِيْنَ O** (سورة يوسف:۱۰۱)

ترجمہ: اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا کارساز ہے، دنیا اور آخرت میں۔تو مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیک لوگوں میں مجھے ملا دے۔

iv) یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلیٰ دِیْنِکَ ۔ (حدیث)

ترجمہ: اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو تیرے دین کو ثابت قدم رکھ۔

۴) تحصیل نسبت:

''نسبت'' جو صوفیائے کرام کے یہاں معروف چیز ہے دوطرفہ ہوتی ہے۔ پہلے بندے کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نسبت عطا فرماتے ہیں۔ جو شخص تمام گناہوں سے بچ کر دائمی اطاعت اور دائمی ذکر میں لگا رہے اس کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی نسبت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نسبت عطا کر کے واپس چھین نہیں لیتے جس کو نسبت حاصل ہو گئی ان شاء اللہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو گا۔ فَلْیَتَنَا فِسِ الْمُتَنَافِسُوْنَO (سورۃ التطفیف: ۲۶)

ترجمہ: خواہش اور کوشش کرنے والوں کو چاہیئے کہ بڑھ چڑھ کر اس کی خواہش اور کوشش کریں۔

۵) آخری عمر تک تحصیل علم میں لگے رہنا:

جیسا کہ درجہ ذیل حدیث میں دین کے طلباء اور علماء کے لئے بشارت آئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْد الْخُدْرِیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ لَنْ یَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْرٍ یَسْمَعُهُ حَتّٰی یَكُوْنَ مُنْتَهٰهُ الْجَنَّةَ. (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ایمان والا ہرگز سیر نہیں ہوتا خیر سے یعنی علم سے کہ سنتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی پہنچ جنت تک ہو جاتی ہے۔

جو شخص اخیر عمر تک طلب علم میں لگا رہتا ہے تو وہ اس کی برکت سے جنت میں جاتا ہے اس حدیث میں خوشخبری ہے دین کے طالبِ علموں کو کہ دنیا سے با ایمان جاتا ہے۔ اس درجہ کو حاصل کرنے کے لئے بعض اہل اللہ آخری عمر تک علم کی تحصیل میں پڑھتے پڑھاتے اور تصنیف و تالیف کرتے رہے۔

٦) محبت رسول ﷺ و صالحین:

حدیث: وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلیٰ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا اس شخص کے تعلق سے آپ کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم سے یعنی علماء اور صلحاء سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے جیسے اعمال نہیں کر سکتا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص (آخرت میں) ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے۔

یعنی اس کا حشر اس کے محبوب لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ اگرچہ علم و عمل میں ان سے کمتر ہے۔ عبادتیں قلبی، بدنی، مالی یہ سب شاخیں ہیں محبت کی اور محبت اعلیٰ

مرتبہ ہے جو محبّ کو محبوب سے ملا دے گی۔

۷) اللہ کے کسی ولی کو ایذا دینا :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُه' بِالْحَرْبِ وَمَا تقرَّب اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا اِفْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحَبَبْتُه' فَاِذَا اَحَبَبْتُه' کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِی یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِی لَاُعْطِیَنَّه' وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّه' وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُه' تَرُدَّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَه' مَسَآءَ تَه' وَلاَ بُدَّلَه' مِنْهُ.

(رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے کسی ولی کو ایذا دی میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ جن اعمال سے بندہ میری قربت حاصل کرتا ہے سب سے محبوب مجھے فرائض ہیں جو میں نے مقرر کئے ہیں اور بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بنتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور

اس کے آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بنتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دیتا ہوں اور وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔ اور مجھے کسی چیز میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا تردد مجھے ایمان والے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ موت کو ناگوار سمجھتا ہے میں بھی اس کی ناگواری کو پسند نہیں کرتا۔ مگر اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔

مندرجہ بالا حدیث **"حدیث قدسی"** ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ دو عظیم گناہ جن کے مرتکبین کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے جنگ فرمایا ہے ایک تو سود کھانا اور دوسرا کسی اللہ کے ولی کو ایذا دینا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں گناہ خطر عظیم ہیں اس لئے کہ اللہ کی جنگ بندے کے ساتھ اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ اللہ سے لڑ کر کوئی فلاح نہیں پا سکتا۔

☆☆☆☆☆تمت بالخیر☆☆☆☆☆

ڈاکٹر سید محمود قادری کی تالیفات

۱) **توفیق ایزدی:** خودنوشت سوانح حیات جس میں انہوں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کن علماء سے دینی تعلیم حاصل کی پھر حق کی یافت اور مردان حق کی شناخت کے بعد یہاں کے گمراہ عقائد کا کس طرح رد کیا ہے، بڑی دلچسپ اور قابلِ مطالعہ داستاں ہے۔

۲) **چالیس اصلاحی مقالات:** گذشتہ دس سالوں کے دوران اہم مضامین پر جو پمفلیٹ آپ نے لکھے یہ ان کا مجموعہ ہے۔اختصار اور جامعیت کے ساتھ موضوع کے متعلق معلومات کو اس طرح ترتیب دیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔دین کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

۳) **مجالس معرفت (جلد اول):** ''خانقاہِ قادریہ'' میں گذشتہ دس سالوں سے ہر سنیچر بعد نمازِ عشاء جو مجالس ہوتی ہیں ان کے ۲۰ بیانات کا مجموعہ ہے۔دین اور سلوک کے متعلق چشم کشا معلومات سے لبریز ہیں۔

۴) **ایمان اور کفر:** بمقام خانقاہِ قادریہ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ میں روزانہ بعد نمازِ عصر جو دروسِ قرآن ہوئے ان کا موضوع ایمان اور کفر تھا، یہ کتاب ان کا مجموعہ ہے۔ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حقیقت جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

۵) **الاربعینات:** گذشتہ چالیس سال سے آپ کا درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ مغرب جامعہ مسجد میں ہورہا ہے۔اس کتاب میں آپ نے اخلاصِ نیت کی چالیس احادیث، داخلۂ جنت کی چالیس احادیث اور داخلۂ جہنم کی چالیس احادیث جمع کی ہیں۔

ڈاکٹر سید محمود قادری کی زیر طبع کتابیں

۱) خطباتِ قادریہ:

گذشتہ چالیس سال سے آپ کے جمعہ کے خطبات مختلف مساجد میں ہورہے ہیں۔خطبۂ جمعہ سے پہلے آپ کے جو بیانات ہوتے ہیں، نہایت جامع،موثر اور چشم کشا ہوتے ہیں۔ یہ تمام بیانات آپ کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔انشاءاللہ اس کی کئی جلدیں تیار ہوں گی اور قارئین کے باصرہ نواز ہوں گی۔

۲) ہدایت اور گمراہی:

رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں بعد عصر روزانہ جو مجالس **''خانقاہِ قادریہ''** میں ہوئیں ان کا موضوع ہدایت اور گمراہی تھا،اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت دیتے ہیں اور کس کو گمراہ کرتے ہیں۔انشاءاللہ یہ بھی کتابی شکل میں پیش کی جائیں گی۔

۳) مجالس معرفت:

خانقاہِ قادریہ، بیجاپور میں ہر سنیچر بعد نمازِ عشاء جو مجالس ہوتی ہیں ان بیانات کی ایک جلد مجالس معرفت (جلد اول) آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔دس سال کے مجالس کا رکارڈ ڈاکٹر صاحب کے عزیز و مخلص رفیق جناب **محمد اقبال انعمدار صاحب** (وظیفہ یاب وائس پرنسپل انجمن جونیر کالج بیجاپور) کے پاس موجود ہے۔انشاء اللہ دیگر جلدوں میں یہ بیانات پیش کئے جائیں گے۔